رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۹۸ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۹۸

## دار الامان کا مہمان ...

... صاحبزادہ ... صاحب اور عزیز مکرم مرزا سعید احمد صاحب خلف الرشید مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔ اے۔ اکثر ... حقور اور چند احباب حضرت سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب کی دوکان پر تشریف لے گئے

حضرت سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب کی خوش قسمتی پر جائز رشک آتا ہے۔ انھیں یہ سعادت قریباً چوتھائی صدی سے مل رہی ہے۔ جب سے احمدی حاجی نے سمندر پار جانا شروع کیا۔ انھوں نے اس خدمت کو ہمیشہ خوشی سے نبھایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ العزیز جب حج اور مصر کی سیاحت کے لئے تشریف لے گئے تو سیٹھ صاحب کو شرف میزبانی عطا ہوا۔ پھر حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ بھی اسی سفر میں آپکے مہمان رہے۔ اس کے بعد یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔ سلسلہ کے مبلغین اور دوسرے لوگ جب ولایت جاتے یا آتے رہے۔ سیٹھ صاحب کو علی العموم ضروری انتظامات کرنے آتے ہیں۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ اس سلسلہ میں انھیں بہت خوشی ہوتی ہے۔ اس موقعہ پر بھی انھوں نے حضرت صاحبزادہ صاحب کے ناشتہ کا انتظام کر رکھا تھا۔ اور عزیز مکرم مرزا عزیز احمد صاحب کے خلف الرشید مرزا سعید احمد صاحب کی بھی بہت خوشی تھی۔ اسلئے کہ ان کے محترم دادا بھی سیٹھ صاحب کے مہمان رہ چکے تھے۔ اور یہ دیکھ کر ان کو بہت خوشی ہوتی کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑپوتے کو بھی اپنے سامنے مہمان بنا کر ولایت بھیج رہے ہیں۔

غرض صاحبزادہ صاحب اور عزیز سعید مرزا صاحب سے بہت محبت و اخلاص سے ملاقات کی اور وہاں ہی ... سویز سے ... کر آپ قاہرہ بھی جائیں گے

حضرت صاحبزادہ صاحب کا یہ سفر محض اعلائے **کلمۃ الاسلام** کے لئے ہے گو تعلیمی ترقیات کے لئے ہے مگر مقصد سفر محض اعلائے کلمۃ الاسلام ہے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جو ہدایت نامہ آپ کو لکھ کر دیا ہے وہ پورے تیس صفحہ پر ہے۔ اور یہ ہدایت نامہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی **سیرۃ** اور آپکے عزائم عزیمہ کا ایک سر مکنون ہے افسوس ہے کہ میں اس خط کو اتنی جلدی نقل نہ کر سکتا تھا۔ مگر مجھے یہ **فخر حاصل رہے گا** کہ میں نے اس دلپذیر تحریر کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور پڑھ کر دوستوں کو سنایا۔ جس نے ہمارے ایمانوں میں بہت قوت پیدا کی۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ اس کا کسیقدر خلاصہ اپنے الفاظ میں دوں۔

مگر وہ حقیقت اور تاثیر جو ان الفاظ میں ہے وہ خلاصہ اور غیر کے الفاظ میں کیا ہو سکتی ہے۔ معلوم نہیں کسقدر دعاؤں کے بعد آپنے وہ ہدایت نامہ مرتب کیا۔ اس میں شک نہیں کہ وہ قلم برداشتہ لکھا گیا ہے۔ اور اس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمانی اثر اور تحریک کے ماتحت آپ اسے لکھ رہے ہیں۔ آپنے اس میں قرآن کریم کی شان بلند اور اسکے علوم صحیحہ کے سرچشمہ ہونے کو بالکل نئے انداز میں بیان کیا ہے۔ اور دعا کی حقیقت ایسے رنگ میں پیش کی ہے کہ اس سے پہلے نظر سے نہیں گذری۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان کا اظہار بھی ایک خاص رنگ میں فرمایا ہے

حضرت صاحبزادہ صاحب کو آپنے بتایا کہ ان کا مقصد یورپ جانے سے کیا ہے۔ آپنے انھیں اس امر پر متوجہ کیا ہے کہ میں کسی علم کے لئے تم کو نہیں بھیج رہا۔ علوم کا سرچشمہ قرآن شریف ہمارے پاس ہے اور اسی لئے میں نے تم کو سب سے اول

## ... احمدیہ خاتون کی وفات حسرت آیات

یہ ٹوپی دولھا کو پہنائی جائے اور ایک اوڑھنی دلہن کے ... حضرت اقدس نے اس تحفہ کو پسند فرمایا اور اس کے پہونچنے ... بھیجی۔ وہ اصل خط بھی مل گیا ہے۔ جس کا بلاک تیار ہو ... اور عنقریب الحکم میں شائع کر دیا جائے گا۔ (انشاء اللہ)

اس سلسلہ کلام میں جو چیز باعث مسرت و ازدیاد ایمان تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لطف و کرم اپنے خدام ... اظہار مسرت و امتنان اور خدا تعالیٰ کے اس فضل کا شکریہ ... اپنے کام ہم کو زندہ رکھا کہ یہ شادیاں ہمارے سامنے ہو ... ہوئیں اور اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتوں اور پڑ ... اپنے سامنے ترقی تعلیم کے سلسلہ میں ولایت بھیج رہے ہیں۔

ایک اور بات بھی ذکر کرنے کے قابل ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے حضرت سیٹھ صاحب کو بذریعہ تار اطلاع دی تھی کہ روانگی کیوقت دو پھلوں کی ٹوکریاں آپ کی طرف سے مرزا سعید احمد صاحب اور مرزا ناصر احمد صاحب کو دی جائیں چنانچہ سیٹھ صاحب نے نہایت عمدہ پھلوں کی ٹوکریاں ... پیش کر دیں حضرت اقدس نے اپنے بیٹے اور پوتے **مرزا سعید احمد** صاحب میں کوئی امتیاز نہیں کیا۔ اور ایک عجیب بات یہ ہوئی کہ سیٹھ صاحب نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور آپنے تین سو روپیہ دینے کا وعدہ فرمایا سیٹھ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے اپنی میز میں دیکھا تو تیس روپے تھے اور میں نادم ہوں کہ اب کیا کروں۔ میں نے ندامت سے سر جھکاتے ہوئے وہ تیس روپے میز پر رکھ دیئے ... بیدار ہو گیا۔ اس تقریب پر پورے تیس روپے خرچ کی مجھے توفیق ملی اور مجھے خوشی ہوئی کہ خدا تعالیٰ کے حضور تیس روپے تین سو کے برابر ہیں۔ یہ ایمانی کیفیات ... ہر شخص اپنے ایمان کے مطابق لطف اٹھاتا ہے

---

۵۔ سیٹھ عبداللہ بھائی صاحب کے دو تار حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب اور عزیز مکرم مرزا سعید احمد صاحب کے نام خدا حافظ کے پہونچے۔ جماعت احمدیہ بمبئی اپنی خوش قسمتی پر نازاں ہے کہ ا...

# بمبئی سے حافظ مرزا ناصر احمد صاحب کی روانگی ولایت

(حضرت عرفانی صاحب قبلہ کے قلم سے)

## صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب

پروگرام مقررہ کے موافق ۷ ستمبر ۱۹۳۴ء کو قادیان سے بذریعہ ریل انگلستان جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ قادیان کے سٹیشن پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی قیادت میں جماعت احمدیہ نے آپ کو **خدا حافظ** کہا بے شمار دعاؤں اور نیک تمناؤں میں آپ روانہ ہوئے۔

امرتسر تک حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ساتھ آئے۔ راستہ میں جالندھر۔ لودھیانہ۔ انبالہ چھاؤنی۔ دہلی۔ متھرا کے سٹیشنوں پر جماعت ہائے احمدیہ نے آپ کا استقبال کیا۔ ۸ ستمبر کی صبح کو آپ فرنٹیر میل سے **بیلارڈ پیر** پہنچے۔ جہاں **لینیورہ** جہاز پہلے سے لنگر انداز تھا۔ بمبئی کی جماعت نے اخلاص محبت کے صحیح جذبات کے ساتھ آپ کا استقبال کیا۔ جمعہ کے خطبہ میں خاکسار عرفانی نے احباب کو آگاہ کر دیا تھا۔ اسلئے سب دوست موجود تھے۔ یہاں تک کہ مکرمی سید **رسول شاہ** صاحب کلیان سے اس غرض کے لئے آئے تھے۔

سامان سفر ذمہ دار لوگوں کے سپرد کر کے [illegible]

ہم نے ناشتہ کیا۔ اور پھر خود سیٹھ صاحب بھی جماعت کے ہمراہ جہاز پر سوار کرانے کے لئے آ گئے۔ اور تختۂ جہاز پر خاکسار عرفانی۔ حضرت سیٹھ صاحب مکرم ملک عبدالغنی صاحب عزیز مکرم شیخ رفیق صاحب۔ عزیز مکرم یوسف علی صاحب عرفانی اور عزیز مکرم محمد ابراہیم علی عرفانی حاضر تھے۔ ۳ بجے بکین اور سامان کو دیکھ کر پورا اطمینان کر لیا۔ سیٹھ صاحب نے اپنے ہاتھ سے ہار پہنائے اور متعدد فوٹو عزیز یوسف علی نے لئے خود حضرت صاحبزادہ صاحب نے بھی تختہ جہاز پر موجودہ احباب کا فوٹو لیا۔

اس سفر میں عزیز مکرم شیخ افتخار حق صاحب خلف الرشید مکرمی فضل حق صاحب بٹالوی بھی ہمراہ تھے۔ وہ اسی جہاز سے جا رہے ہیں۔ جماعت کی طرف سے سیٹھ صاحب نے ان کو بھی ہار پہنائے۔ جہاز پر سوار ہونے سے پہلے اور جہاز کی روانگی کے وقت نہایت رقت اور درد دل سے ان عزیزوں کی کامیابی کے لئے دعا کی گئی۔ جب تک جہاز پر آپ نظر آتے رہے احباب سیٹھ صاحب کھڑے رہے اور دعا کرتے رہے اور آج جبکہ یہ سطور شائع ہو رہی ہیں۔ وہ دور نکل چلے ہونگے

[illegible] صاحب [illegible] اور [illegible]

قرآن کریم یاد کرایا ہے اور یہ امر تمہارے زیر نظر رہے میرا مقصد ہے کہ اسلام کی اشاعت اور تبلیغ اور مغربی تہذیب کے کفر آفریں اثرات کو باطل کرنے کے طریق پر غور کرو۔ دجالی حملہ سے بچنے کے لئے آپنے سورہ کہف کی ابتدائی اور آخری آیات پڑھنے کی ہدایات دی ہیں اور دعاؤں پر زور دینے کے لئے فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ دعا کی صحیح کیفیت اپنے اندر پیدا کرو۔ پھر عام ہدایات کھانے پینے کے متعلق دی۔ عورتوں سے مصافحہ نہ کرنے کی ہدایت ہے۔ غرض یہ ہدایت نامہ ہر ضروری چیز اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس مکتوب کی نقل انشاء اللہ لی جاوے گی۔ اور جبوقت وہ شائع ہوگی۔ تو احمدی جماعت کا سر فخر سے اونچا ہو جائے گا کہ

**خدا تعالے نے اسے کس بلند پایہ کا امام دیا ہے**

غرض اس مکتوب کو پڑھ کر ہم سب بجا مفتخر ہوئے حضرت سیٹھ صاحب کی خوشی کی بھی انتہا نہ تھی۔ اس سے دو دن پیشتر میں ان کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور ایمان افزا باتوں سے ہم لطف اٹھاتے تھے۔ انھوں نے کہا کہ جب حضرت صاحبزادہ صاحب کی شادی ہوئی تو میں نے **ایک ٹوپی** بنوائی اور اسپر کلابتون سے لکھوایا مظہر الحق والعلا کأن اللہ نزل من السماء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں لکھا کہ

[illegible]

---

## [illegible] ہفتہ

**حضرت** اقدس خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی طبیعت ہفتہ جاریہ میں خدا کے فضل سے اچھی رہی۔ اس جمعہ میں انسداد بیکاری کے لئے حضور نے مفصل ہدایات دیں اور ہر محلہ کی جماعت کو حکم دیا کہ فوراً بیکار مردوں اور عورتوں کی فہرستیں تیار کریں۔

حضور نے فرمایا کہ ہم ہر قسم کے بیکاروں کے لئے کام مہیا کرینگے بشرطیکہ وہ یہ نہ کہیں کہ یہ کام میرے مناسب حال نہیں۔ اور یہ کام نہیں کر سکتا۔ اور فلاں صورت مجھے منظور نہیں

حضور نے بہت سی صورتیں بتلائیں۔ جنپر عمل کرنے سے جماعت کی بیکاری بالکل ہٹ جائے گی۔ فرمایا جن کا ہم انتظام نہ کر سکینگے انکو ہم وظیفہ دینگے۔ مگر ان کو بیکار نہ رہنے دینگے اس وظیفہ میں ان سے تبلیغ کرائینگے۔ جب تک ان کو اس سے بہتر کوئی کام نہ مل جائے۔ اسطرح امید ہے کہ جماعت میں کم از کم سو مبلغین کا اضافہ ہو جائے گا۔

**حضرت** ام المومنین متعنا اللہ بطول حیاتھا کی صحت اور دیگر ممبران خاندان نبوت کی صحتیں بحمد للہ اچھی ہیں۔

**موسم:-** دو تین دن سے پھر گرمی پڑنے لگی ہے۔

## جلسے

**دار البرکات** ۱۱ ستمبر کو بعد نماز عشا محلہ دار البرکات زیر نگرانی مجلس منتظمہ محلہ دار البرکات کا ایک شاندار جلسہ ہوا۔ جس میں محلے کے تمام مرد شامل تھے مستورات بھی کثرت سے شامل تھیں جن کے لئے پردے کا خاص انتظام تھا۔ مولوی محمد سلیم صاحب نے تبلیغی و تربیتی موضوع پر ایک گھنٹہ تقریر کی۔ جو از حد موثر تھی۔ حاجی محمد اسمٰعیل صاحب پریزیڈنٹ۔ منشی

موجود تھے۔

**۴ ستمبر**۔ دشمن سلسلہ مولوی بہاء الحق قاسمی نے رات کو ایک تقریر کی۔ جس میں گندہ دہنی کا بھی مظاہرہ کیا گیا تھا۔

**۵ ستمبر**۔ مولانا جلال الدین شمس نے ریتی چھلہ کے تبلیغی جلسہ میں قاسمی صاحب کا دندان شکن جواب دیا وسیع میدان حاضرین سے بھرا ہوا تھا۔

**دار العلوم** محلہ دار العلوم مسجد نور میں حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس نے ۷ ستمبر سے بعد نماز فجر درس قرآن جاری فرمایا

**۷ ستمبر** حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالے بنصرہ ننگل باجوہ اپنی زمینوں کے ملاحظہ کے لئے تشریف لے گئے۔ اللہ تعالے خیر و برکت سے پہنچائے اور صحت و عافیت سے لائے

**پولیس افسر کی تبدیلی** شیخ صالح محمد صاحب بٹالہ پولیس اسٹیشن سے تبدیل ہو گئے ہیں ان کی جگہ چودھری نند لال صاحب سب انسپکٹر تشریف لائے ہیں۔ چودھری صاحب موصوف کے متعلق جہاں جہاں وہ رہے ہیں اچھی تعریف سنی جا رہی ہے۔

**اذانیں** ہر محلہ کے حلقہ میں تربیت اطفال کے لئے نگران کار حضرت نے مقرر کئے ہیں۔ جو ان کے اندر مذہبی دلچسپی پیدا کر رہے ہیں۔ اب ان بچوں کو مغرب کی نماز کے وقت اذانیں دینے کی پریکٹس کرائی جا رہی ہے۔

---

نہایت رنج و افسوس کے ساتھ یہ خبر پڑھی جائیگی کہ مخدومی خان بہادر چودھری محمد الدین صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر و ممبر کونسل آف اسٹیٹ و منسٹر مال ریاست جے پور کی حرم محترم ۹ ستمبر ۱۹۳۴ء کو یکایک ہیضہ شکم کے عارضہ میں مبتلا ہوئیں۔ باوجود ہر قسم کے علاج آپ اس مرض شدید سے جانبر نہ ہو سکیں اور ۱۰ ستمبر کو جے پور میں وفات پا گئیں **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔

مرحومہ ایک نہایت ہی نیک دل۔ عابدہ اور زاہدہ خاتون تھیں اور اپنے معزز و محترم شوہر کی طرح باوجود متمول اور وجاہت اور عزت کے بالکل فقیرانہ اور درویشانہ زندگی پسند کرتیں اور سلسلہ کے کاموں میں نہایت فراخدلی سے حصہ لیتی تھیں۔ چونکہ وفات اچانک ہوئی اس لئے آپ کے سب عزیز اور بچے جے پور نہ پہنچ سکے۔

۱۲ ستمبر کو مرحومہ مغفورہ کی میت کو صندوق میں بند کر کے جے پور سے امرتسر بذریعہ ریل اور امرتسر سے قادیان تک بذریعہ موٹر لائے۔

جنازہ ۱۱ بجے پہنچ گیا تھا ۱/۲ ۱۱ بجے حضرت اقدس نے جماعت کو ساتھ لے کر لمبی دعاؤں کے ساتھ جنازہ پڑھا۔ اور مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئیں جنازے کے ساتھ آپکے بہت سے عزیز اور بچے موجود تھے

ہمکو اس صدمہ میں خان بہادر صاحب۔ اور ان کے خاندان کے تمام افراد سے دلی ہمدردی ہے اور خدا سے دعا کرتے ہیں کہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں بہترین مقام عطا فرمائے آمین۔

# سیرت المہدی کا ایک ورق

## حضرت حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک کی روایات

(نمبر ۳)

(۱۹)

حافظ صاحب بیان کرتے ہیں کہ:۔
اسی ابتدائی زمانہ کا ذکر ہے کہ میں قادیان آیا تھا۔ ظہر سے قبل کا وقت تھا۔ موضع ستکوہا سے ایک برات آئی تھی۔ اور اسے کھارے جانا تھا۔ وہ حضرت کا ذکر سن کر دوپہر کو یہاں آ گئے۔ اور مسجد میں حضرت کی ملاقات کے لئے آئے حضرت نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ یہ مجمع کثیر کسطرح آیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حضور! یہ برات ہے کھارے جا رہی ہے اور اب حضور کی ملاقات اور زیارت کے لئے یہاں آگئی ہے۔ اس برات میں ایک حافظ غلام علی صاحب نابینا بھی تھے۔ وہ حضرت اقدس سے باتیں کرنے لگے۔ اسوقت ایک اور بزرگ سائیں اللہ دتا جو ہمارے ہی گاؤں کے تھے وہ بھی حضرت کے پاس عموماً آکر رہا کرتے تھے موجود تھے اور حضرت کے پاس ہی بیٹھتے تھے۔ انھوں نے بیان کیا کہ ایک شخص نے کیمیاگری پر ایک کتاب لکھی تھی کوئی شخص اسے چرا کر لے گیا۔ اس کتاب کے بیان کردہ نسخوں کی بناپر جب وہ تیار کرنے لگا۔ تو کوئی نسخہ اس سے تیار نہ ہوا۔ پھر اس نے اپنا دستور العمل بنا لیا کہ جب اسکے ہاں کوئی مہمان آتا۔ اور وہ رخصت ہونے لگتا۔ تو اس کتاب کو نکال کر رکھ دیتا کہ اس کتاب کے بنانے والے کے سر پر پانچ جوتے لگاؤ۔ کیونکہ وہ جھوٹا ہے۔ اتفاق سے ایک دن وہ بزرگ بھی آ گئے جن کی کتاب تھی۔ ان کی بھی خاطر تواضع کی اور صبح کو کہا کہ اس کتاب والے کے سر پر پانچ جوتے لگاؤ۔ انھوں نے کہا کہ کتاب دکھاؤ۔ جب اُسے دیکھا تو پڑھ کر گالی دی اور کہا کہ میں تم کو بنا کر دکھاؤں۔ حافظ صاحب کہتے ہیں کہ مینے اسپر کہا کہ باباجی آپ کی یہ بات ہے۔ بزرگ تو ایسی گالیاں نہیں نکالتے۔ اسپر حضرت اقدس بہت خوش ہوئے اور ہنسکر فرمایا

### میاں نور احمد تم نے سائیں صاحب کو خوب بات کہی

پھر جب میں آتا تو حضرت اقدس اس بات کا تذکرہ کرکے بہت خوش ہوتے۔

**نوٹ:۔** خدا تعالے کے مامورین و مرسلین فطرت کے جذبات صحیحہ کا صحیح استعمال کرتے ہیں۔ حضرت اقدس کو جو بات اس میں پسند آئی وہ حسن ظنی کی فطرتی روح ہے۔ مومن کسی بزرگ اور صالح انسان پر تو کجا معمولی بھائی پر بھی بدظنی نہیں کرتا۔ گالی دنیا اخلاق سے گری ہوئی بات ہے وہ ایک بزرگ کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی۔ حافظ صاحب نے جو اپنے حسن ظنی کا اظہار کیا تو اس نیک خصلت کو آپنے پسند فرمایا (عرفانی)

(۲۰)

ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ بعض حالات کے ماتحت میں دوسری شادی کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اپنے ایک دوست سے اپنے ارادے کا ذکر کیا۔ انھوں نے حضرت اقدس سے اس کا ذکر کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر شادی کرنی ہے تو جوانی کی عمر میں کرو۔ بڈھے ہو کر کیا کرنی ہے پھر ایک مرتبہ جو میں آیا تو آپنے فرمایا کہ کیا تمھارا عزم بالجزم شادی کے لئے ہے؟ ہمارے ایک دوست نے جالندھر سے لکھا ہے کہ ان کی لڑکی جوان ہے۔ اگر آپ کرنا چاہتے ہیں تو ہم وہ رشتہ کرا دیتے ہیں۔ مینے کہا کہ ابھی پختہ ارادہ نہیں اسوقت مجھے الہام ہوا

### چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

**نوٹ:۔** حضرت اقدس نے حافظ صاحب کو جو مشورہ دیا وہ عام حالات انسانی اور فطرت کے موافق تھا۔ لیکن شادی کے معاملات میں حضرت اقدس کے مد نظر ہمیشہ صحیح ضروریات رہتی تھیں اور ان میں اصل مقصد دین ہوتا تھا۔ حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ عنہ کی شادی آپ نے ایسے وقت میں تجویز فرمائی کہ حضرت مولوی صاحب پیرانہ سالی میں داخل ہو چکے تھے۔ لیکن حضرت اقدس نے جن مصالح کو مدنظر رکھ کر یہ رشتہ کر دیا تھا وہ پورے ہوئے۔ اور وہ بہت سے نشانات کا ذریعہ ہو گئی۔ ایسا ہی ایک مرتبہ مولوی سید محمد احسن صاحب کی شادی کی تجویز آپنے فرمائی تھی مگر خدا تعالی کی مشیت اور حالات نے اس میں روک ڈالدی غرض شادی کے معاملہ میں حضور طبعی اور فطرتی جذبات کو مدنظر رکھتے ہوئے دینی نقطۂ نگاہ کو مقدم فرماتے تھے۔

(۲۱)

ایک دفعہ ہمارے گاؤں میں ایک شخص آیا۔ جو قرآن شریف کا حافظ و قاری تھا۔ صبح کیوقت جب ہم گھر کے قریب کی مسجد میں نماز پڑھنے گئے تو ہمارے ایک اُستاد میاں عمر شاہ صاحب نے اسے دیکھا اور کہا کہ السلام علیکم قاری صاحب راضی ہو؟ وہ لہندے کے علاقے کا تھا اسی لب ولہجہ میں کہا کہ آپکے گاؤں میں ہم آتے۔ مگر رات کو بھوکے رہے میرے پاس کچھ آٹا بھی تھا کسی نے پکا کر نہیں دیا۔ شاہ صاحب نے کہا کہ اب میں آپ کے لئے روٹی لاؤں گا۔ اس ٹھگ نے کہا کہ میں تمھاری نہیں کھاؤں گا۔ کیونکہ میں غنی ہوں تم فقیر آدمی ہو۔ میں تو اِدھر سیر کرنے کے لئے آیا تھا۔ کسی گاؤں سے میں نے تین سو ساٹھ من پختہ گڑ خرید کر اونٹوں پر لادھ دیا ہے وہ میرے گاؤں جا رہے ہیں۔ میں اُن کو امرتسر جا کر ملوں گا۔ میں یہ بات سن کر اپنے گھر چلا آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ہماری گھر بال میں آگیا۔ اس نے ایک تہبند اور کرتا پہنا ہوا تھا۔ اور کوئی کپڑا نہ تھا۔ اس نے کہا کہ میرے پاس ایک شستری چوغہ اور لاچا تھا۔ جو میں بادشاہ کی کھنگی کے فقیروں کو دے آیا ہوں۔ میں امرتسر جا کر اور بنوالوں گا ہم نے اسے کھانا کھلایا۔ اور وہ چلا گیا۔ اس دن عصر کیوقت میاں عمر شاہ اور قاری صاحب پھر ہمارے ہاں آ گئے اور ان کے ساتھ گوشت بھی تھا۔ اور کہا کہ یہ گھر پکانے کے لئے بھیج دو۔ اسطرح وہ رات کے مہمان بھی بن گئے۔ چنانچہ رات کو بھی کھانا کھلایا۔ صبح کیوقت کہنے لگا کہ کچھ اینٹیں لاؤ۔ ایک کڑاہی اور چمچہ لاؤ۔ ہم تم کو تماشا دکھاتے ہیں۔ اس نے آگ جلا کر نصف سیر قلعی اس میں رکھدی۔ نیچے آگ جلائی۔ جب وہ پگھل گئی۔ تو ذرا سا پتھر نکال اس میں ڈالا اور کہا کہ یہ کشتہ پارہ اس کے بعد اس کے ایک مٹی کے پیالے میں ڈال کر اوپر پانی ڈالدیا۔ جب وہ ٹھنڈا ہو گیا تو اس نے کہا کہ یہ خالص چاندی بن گئی ہے۔ یہ چالیس روپے کی ہے اسطرح اس نے اپنے آپ کو کیمیاگر ثابت کیا۔ اس نے کہا کہ میں نے روپے کے گڑ اپنے دفن کئے ہیں۔ مینے اسے کہا کہ اگر تمھارے پاس اسقدر روپیہ ہے تو آپ ہمکو دو چار سو روپے کی چاندی بنا دو۔ ہماری یہ مسجد ویران ہے۔ ہم اس کو درست کرالیں۔ کہنے لگا بہت اچھا۔ اسپر۔ خود ہی کہنے لگا کہ یہاں غسل خانہ بنانا۔ یہاں ٹوٹیاں تیوانی وغیرہ وغیرہ اور کہا کہ دس روپے لیکر بٹالہ میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں آپ لوگوں کو بنا کر دے دوں گا۔ اور خود اونٹوں سے جا ملوں گا۔

مینے ۱۰ روپے ساتھ لئے اور اسکے ساتھ صبح چل پڑا۔ جب ہم تحصیل کے پاس گئے تو اس نے کہا کہ بٹالہ کے صراف میرے واقف ہیں۔ میں اُن کو مفت چاندی بنا کر دیا کرتا تھا۔ اُن کو معلوم ہو گیا تو وہ مجھے روک لینگے۔ اور دیر ہو جائے گی۔ آپ کچھ روپیہ کسی سے اور لے لیں اور امرتسر چلے چلیں۔ میں نے تین روپے ایک ہندو سے لئے اور ایک یکہ پر سوار ہو کر روانہ ہوئے کیونکہ گاڑی کا وقت نہ تھا۔ جب ہم کتھو ننگل پہونچے تو یہاں یکہ بدلا کرتا تھا۔ اس ٹھگ نے کہنے لگا کہ آپ واپس ہو جائیں۔ آپ کے والد بے قرار ہونگے۔ چاندی جو وہاں بنائی تھی مجھے دی۔ اور کہا کہ اپنے ساتھ لے جاؤ یہ بلعہ ۴۰ روپے کی ہے۔ اور کچھ پتھر سا دیا کہ اس کے ساتھ اور چاندی خود ہی بنا لینا۔ اور مجھے کہا کہ روپے مجھے دیدو کیونکہ مینے اس چاندی سے کپڑے بنانے تھے۔

اب ان اوپوں سے بنالوں گا۔ مگر جو تمہارے ہاں پڑے وہ سب میرے لئے رکھ چھوڑنا۔ میں آتا ہوا اپنے ساتھ تمہارے اور تمہارے والد کے لئے بہت سے تحائف لاؤں گا۔ اور کپڑے بنا کر لاؤں گا۔ میرا ذکر کسی سے نہ کرنا۔

میں شام کی گاڑی سے واپس آ گیا۔ والد صاحب دیکھ کر خوش ہوئے کیونکہ وہ متفکر تھے۔ صبح چاندی جب دوکاندار کو دکھائی تو وہ صرف قلعی تھی اور کچھ نہ تھا۔

یہ قصہ حافظ حامد علی صاحب کے ذریعہ حضرت صاحب تک پہونچا۔ جب میں حضور کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا تم مجھ سے پوچھ لیتے

میں نے کہا کہ حضور اس نے موقع ہی نہیں دیا۔ پوچھ کہاں سے لیتا۔ آپ نے ایک چھوٹی سی صندوقچی نکالی۔ جس میں ایک چھوٹا سا ڈیڑھ انچ لمبا ڈبہ رکھنے والا قرآن شریف تھا۔ ایک مسواک اور ایک تسبیح بھی تھی۔ اس میں سے دو پڑیاں نکالیں فرمایا یہ سونے کا برادہ اور یہ چاندی کا۔ یہ ٹھگ لوگ کیا کرتے ہیں کہ جاہلوں کے حقہ میں پیسہ رکھ دیا اور کہنا اسپر آگ ڈالو۔ پھر کہنا کہ میں خود ہی رکھتا ہوں۔ پیسہ نکال لیتا اور پڑی رکھ دیتی۔ اسپر کوئلوں کی آگ رکھ دیتی۔ اور کش لگا کر آگ جلاتی تھوڑی دیر کے بعد اس کو اٹھانا تو کہنا کہ دیکھو یہ تانبے کا سونا بن گیا ہے — پھر آپ نے فرمایا کہ:-

**کسی پر ایمان لانا کفر ہے۔ جیسے کوئی انسان کو پیدا نہیں کر سکتا ہے۔ اسیطرح یہ سونا چاندی بھی خدا کی مخلوق ہے۔ اسلئے اسکی مثل بنانا بھی جھوٹ ہے کوئی نہیں بنا سکتا**

اس زمانے میں ہمارے ضلع میں بندوبست تھا۔ یعنی ۱۸۹۰ء یا ۱۸۹۱ء کا ذکر ہے۔ مولوی غلام علی رہتاسی بندوبست کے افسر تھے اور حضرت صاحب کے دیوان خانے میں رہتے تھے۔ پھر جب میں آیا تو حضرت نے مولوی غلام علی صاحب سے یہی تذکرہ کیا کہ اسطرح ان کو ٹھگ ملا اور انھوں نے ہم سے نہ پوچھا۔ مجھے بڑی ندامت ہوتی۔

# شمائل و اخلاق کی ایک شان

## خدام سے محبت

آپ کی محبت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے تھی اپنے مخلص خدام سے جو محبت تھی وہ بھی ان کی تلخی خدمات اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قربانیوں کی وجہ سے تھی۔ حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ سے جو محبت تھی۔ میں اس کا اظہار الفاظ میں نہیں کر سکتا۔ آپنے خود اس تعلق اور محبت کا اظہار کرتے ہوئے ایک مرتبہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل فرمائی

**یا یھا الناس اعبدوا ربکم**

اس محبت اور شفقت کے نظارے مختلف موقعوں پر دوستوں نے دیکھے۔ ایک مرتبہ سیالکوٹ میں ایک شادی کی تقریب تھی مولوی صاحب کو بلانے کے لئے ایک خاص آدمی وہاں سے آیا۔ مولوی صاحب کو بھی حضور سے عشق تھا۔ وہ آپ سے الگ نہ ہونا چاہتے تھے۔ اور حضور بھی ان کو اگرچہ چند روز ہی کے لئے ہو الگ کرنا نہ چاہتے تھے۔ ان ایام میں طاعون کی بھی کچھ شکایت سیالکوٹ میں تھی۔ اگرچہ جون کا مہینہ تھا۔ بہر حال معاملہ حضرت کے حضور پیش ہوا۔ آپ نے فرمایا:-

**اس مقام کو خدا تعالیٰ نے امن والا بنایا ہے اور متواتر کشوف والہامات سے ظاہر ہوا ہے**

کہ جو اسکے اندر داخل ہوتا ہے۔ وہ امن میں داخل ہوتا ہے اس لئے اس جگہ کو چھوڑ کر وہاں جانا خلاف مصلحت ہے آخر قرار پایا کہ لڑکے اور لڑکی والے یہاں آ جاویں اور نکاح ہو جاوے۔ مولوی صاحب بھی شریک ہو جائینگے جہاں تک میری یاد اور واقفیت میری مدد کرتی ہے یہ پہلی تقریب نکاح تھی جو قادیان میں اسطرح پر عمل میں آئی۔

### خدام کی حوصلہ افزائی اور قدردانی

آپ نے اپنے خدام کے معمولی سے کام کی بھی بہت قدر فرمایا کرتے اور اس کی حوصلہ افزائی اور اعتراف فرمایا کرتے۔

منشی رحم علی صاحب۔ میر مہدی حسین صاحب۔ بھائی عبدالرحیم صاحب۔ بھائی عبدالرحمٰن صاحب اور دوسرے لوگ اس کی زندہ مثالیں ہیں ان سے پوچھو کہ ان کے کاموں کا کس قدر اعتراف فرماتے۔ میں خود بھی ان مہربانیوں کا مورد رہا ہوں۔

ایک مرتبہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے حضور کے حج نہ کرنے پر ایک اعتراض اپنے رسالہ میں کیا۔ میں نے اس کا جواب لکھا کہ کیا تم نے اپنے مرشد مولوی عبداللہ غزنوی مرحوم پر بھی یہ اعتراض کیا تھا کہ انھوں نے حج کیوں نہیں کیا

یا سلطان عبدالحمید پر اعتراض کیا ؟

حضور کو بہت پسند آیا۔ اور مجلس میں بہت دیر تک اپنی پسندیدگی کا اظہار فرماتے رہے۔ ایک نہیں بیسیوں شاہد ہیں۔



## والدہ سردار امیر محمد صاحب کی روایات

نوٹ اگرچہ یہ روایات مصباح میں شائع ہو گئی ہیں مگر ہم اس خیال سے درج کر رہے ہیں کہ سلسلہ روایات میں یکجائی طور پر تلاش کرنے والے کو آسانی سے روایات مل سکیں — (ایڈیٹر)

(۱)

ایکدن نماز کے لئے سب مستورات جمع تھیں۔ لیکن حضور ابھی وضو فرما رہے تھے کہ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی بیگم صاحبہ کو کسی نے کہا کہ آپ کی بچی رو رہی ہے۔ بیگم صاحبہ موصوفہ مجھے اپنی جگہ کھڑا کر کے آپ بچی کو دودھ پلانے تشریف لے گئیں۔ ان کے آنے سے پہلے حضور نے نماز شروع کر دی۔ بیگم صاحبہ تو باہر کسی جگہ کھڑی ہو گئیں۔ اور عاجزہ کو ان کا وہ مقدس کام کرنا پڑا یعنی حق کی جماعت کو اللہ اکبر کی آواز پہنچانی تھی۔

(۲)

ایک دن حضور کو درد گردہ ہو گیا۔ اور کئی اور علاج بھی کئے ہونگے۔ مگر میں نے دیکھا کہ چولہے میں آگ جل رہی ہے اور اس میں کچی خشت کے ٹکڑے گرم کر کے لائے جا رہے ہیں حضور خود یا حضرت ام المومنین صاحبہ درد کی جگہ ٹکور کرتے جاتے ہیں۔ رات کے سونے کے پلنگ پر کبھی آپ لیٹتے کبھی بیٹھتے۔ غرض تکلیف سے سخت بے آرام تھے۔ اتنے میں عصر کی نماز کی اذان ہوئی۔ چنانچہ اس خدا کے برگزیدہ نے درد پر گرم خشت باندھ کر نماز ادا کر کے دکھا دیا کہ بیماری بھی ان ان کے ساتھ لازمی ہے اور نماز بھی فرض سو اس کا اسطرح التزام کرنا چاہیے۔

(۳)

سیر کا ذکر سابقہ مضمون میں کبھی کر آئی ہوں۔ آج بھی ایک سیر کا ذکر کرتی ہوں۔ حضرت ام المومنین صاحبہ سلمہا اللہ تعالےٰ ہمراہی حضرت اقدس بغرض تفریح

تشریف لے گئیں

صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کے مکان سے نکل کر جاتے جاتے ایک منڈ آ گیا۔ ایک عورت بڑا کٹورا دودھ کا بھر کر لائی اور حضور کی خدمت میں پیش کر کے التجا کی کہ حضور نوش فرمائیں۔ حضور نے صرف ایک گھونٹ نوش فرما کر حضرت ام المومنین صاحبہ سے فرمایا کہ یہ مستورات کو پلا دو۔ ہم کوئی بیس پچیس عورتیں تھیں تبرکاً سب نے گھونٹ گھونٹ پی کر کٹورہ خالی واپس اس مائی کو دیدیا۔

آہ! کیا ہی وہ بابرکت گھڑیاں تھیں کہ خدا کے برگزیدہ مسیح ہم میں موجود تھے اور اپنے فیض سے ہر ایک کو فیض پہنچا رہے تھے۔ دعا ہے کہ آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ اٹھائے۔ آمین۔

# حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات

(سلسلہ کے لئے دیکھئے اخبار الحکم ۱۴ ستمبر ۱۹۳۲ء)

صحابہ کرام کو دیکھو کہ انھوں نے مشکل سے مشکل وقت میں بھی خدا کو نہیں چھوڑا۔ لڑائی اور تلوار کا وقت ایسا خطرناک ہوتا ہے کہ محض اسکے تصور سے انسان گھبرا اٹھتا ہے وہ وقت جبکہ جوش اور غضب کا وقت ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں بھی وہ خدا سے غافل نہیں ہوئے۔ نمازوں کو نہیں چھوڑا۔ دعاؤں سے کام لیا۔ اب یہ بدقسمتی ہے کہ یوں تو ہر طرح سے زور لگاتے ہیں۔ بڑی بڑی تقریریں کرتے ہیں۔ جلسے کرتے ہیں کہ مسلمان ترقی کریں۔ مگر خدا سے ایسے غافل ہوئے کہ بھول کر بھی اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ پھر ایسی حالت میں کیا امید ہو سکتی ہے کہ ان کی کوششیں نتیجہ خیز ہوں۔ جبکہ وہ سب کے سب دنیا کے لئے ہی ہیں۔ یاد رکھو جتنباک لا الٰہ الا اللہ دل و جگہ میں سرایت نہ کرے۔ اور وجود کے ذرہ ذرہ پر اسلام کی روشنی اور حکومت نہ ہو کبھی ترقی نہ ہوگی۔ اگر تم مغربی قوموں کا نمونہ پیش کرو کہ وہ ترقیاں کر رہے ہیں ان کے لئے اور معاملہ ہے۔ تم کو کتاب دیگئی ہے تم پر حجت پوری ہو چکی ہے۔ ان کے لئے الگ معاملہ اور مواخذہ کا دن ہے تم اگر کتاب اللہ کو چھوڑو گے تو تمہارے لئے اسی دنیا میں جہنم موجود ہے۔

ایسی حالت میں قریبًا ہر شہر میں مسلمانوں کی بہتری کے لئے انجمنیں اور کانفرنسیں ہوتی ہیں۔ لیکن کسی ہمدرد اسلام کے منہ سے نہیں نکلتا کہ قرآن کو اپنا امام بناؤ اس پر عمل کرو۔ اگر کہتے ہیں تو بس یہی کہ انگریزی پڑھو۔ کالج بناؤ۔ بیرسٹر بنو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا پر ایمان نہیں رہا۔ حاذق طبیب بھی اس دن کے بعد اگر دوا فائدہ نہ کرے تو اپنے علاج سے رجوع کر لیتے ہیں۔ یہاں ناکامی پر ناکامی ہوتی جاتی ہے۔ اور اس سے رجوع نہیں کرتے۔ اگر خدا نہیں ہے تو اس کو چھوڑ کر بیشک ترقی کر لینگے۔ لیکن جبکہ خدا ہے اور ضرور ہے۔ پھر اس کو چھوڑ کر کبھی ترقی نہیں کر سکتے۔ اس کی بے عزتی کر کے اس کی کتاب کی بے ادبی کر کے چاہتے ہیں کہ کامیاب ہوں۔ اور قوم بن جاوے کبھی نہیں۔

ہماری رائے تو یہی ہے جس کو آنکھیں دیکھتی ہیں کہ ترقی کی ایک ہی راہ ہے کہ خدا کو پہچانیں اور اس پر زندہ ایمان پیدا کریں۔ اگر ہم ان باتوں کو دنیا پرستوں کی مجلس میں بیان کریں۔ تو وہ ہنسی میں اڑا دیں۔ مگر ہم کو رحم آتا ہے۔ کہ افسوس یہ لوگ ان کو نہیں دیکھ سکتے۔ جو ہم دیکھتے ہیں۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے موقع دیا ہے کہ اس قدر دور دراز کا سفر اختیار کر کے اور راستہ کی تکلیف اٹھا کر آئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایمانی قوت کی تحریک نہ ہوتی تو اس قدر تکلیف برداشت نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزا دے اور اس قوت کو ترقی دے۔ تاکہ آپ کو وہ آنکھ عطا ہو کہ آپ اس روشنی اور نور کو دیکھ سکیں جو اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دنیا پر نازل کیا ہے۔ بعض اوقات انسان کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ کہیں جاتا ہے اور پھر جلد چلا آتا ہے۔ مگر اس کے بعد اس کی روح میں دوسرے وقت اضطراب ہوتا ہے کہ کیوں چلا آیا ہمارے دوست آتے ہیں اور اپنی بعض مجبوریوں کی وجہ سے جلد چلے جاتے ہیں۔ لیکن پیچھے ان کو حسرت ہوتی ہے۔ کہ کیوں جلد واپس آئے۔ (یہاں مولوی سید مہدی حسین صاحب نے کہا کہ میرا بھی یقینًا یہی حال ہوگا۔ اگر میں نواب محسن الملک صاحب اور دوسرے دوستوں کو تار نہ دے چکا ہوتا تو میں اور ٹھیرتا) بہر حال میں نہیں چاہتا کہ آپ تخلف وعدہ کریں۔ جبکہ ان کو اطلاع دے چکے ہیں تو ضرور جانا چاہیئے۔ لیکن میں امید کرتا ہوں کہ آپ پھر آئینگے۔ میں محض للہ اور نصیحتًا کہتا ہوں کہ آپ ایک دو ہفتہ کم از کم کسی دوسرے موقعہ پر یہاں رہ جائیں تو آپ کو بہت فائدہ ہوگا۔ آپ وہ باتیں سنیں گے۔ جن کے سنانے کے لئے خدا نے مجھے بھیجا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت اسوقت کافر یہی رائے لگاتے تھے ان ھذا الشیء یراد میاں یہ تو دوکانداری ہے۔ مخالف جس کو صحبت نصیب نہیں ہوتی اس کو صحیح رائے نہیں ملتی۔ اور دور سے رائے لگانا صحیح نہیں۔ کیونکہ جب تک وہ پاس نہیں آتا اور حالات پر اطلاع نہیں پاتا۔ کیونکر صحیح رائے اختیار کر سکتا ہے۔

میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو بنیاد اسوقت ایک ایک سلسلہ آسمانی کی رکھی ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہ سلسلہ بالکل منہاج نبوت پر قائم ہوا ہے۔ اس کا پتہ اسی طرز پر لگ سکتا ہے جس طرح انبیاء علیہم السلام کے سلسلوں کی حقانیت معلوم ہوتی۔ اور وہ راہ کیسے صحبت میں صبر اور حسن ظن سے رہنے کی مخالفوں کو چونکہ اسباب نہیں ملتے۔ اسلئے وہ صحیح رائے اور یقینی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے۔ انسان جب تک ان طرح طرح کے خیالات اور تراؤں کے پردوں کو چیر کر نہیں نکل آتا اس کو سچی معرفت فتوۃ اور مردانگی نہیں مل سکتی۔ خوش قسمت وہی انسان ہے۔ جو ایسے مردان خدا کے پاس رہ کر (جن کو اللہ تعالیٰ اپنے وقت پر بھیجتا ہے) اس غرض اور مقصد کو حاصل کرے جس کے لئے وہ آتے ہیں ایسے لوگ اگرچہ تھوڑے ہوتے ہیں۔ لیکن ہوتے ضرور ہیں وقلیل من عبادی الشکور اگر تھوڑے نہ ہوتے تو بے قدری ہو جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ سونا چاندی لوہے اور ٹین کی طرح عام نہیں ہے

ہاں یہ ضرور ہے کہ مخالف بھی ہوں۔ کیونکہ سنت اللہ اسی طرح جاری ہے۔ ہر شخص جو خدا کی طرف قدم اٹھاتا ہے۔ اس کے لئے امتحان ضروری رکھا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے حسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لایفتنون امتحان خدا کی عادت ہے۔ یہ خیال نہ کرو کہ عالم الغیب خدا کو امتحان کی کیا ضرورت ہے؟ یہ اپنی سمجھ کی غلطی ہے۔ اللہ تعالیٰ امتحان کا محتاج نہیں ہے۔ انسان خود محتاج ہے۔ تاکہ اس کو اپنے حالات کی اطلاع ہو وہ اپنے ایمان کی حقیقت کھلے۔ مخالفانہ رائے سن کر اگر مغلوب ہو جائے۔ تو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ قوت نہیں ہے جس قدر علوم و فنون دنیا میں ہیں۔ بدون امتحان ان کو کچھ نہیں کہتے خدا کا امتحان یہی ہے کہ انسان سمجھ جاوے کہ میری حالت کیسی ہے؟ یہی وجہ ہے کہ مامور من اللہ کے دشمن ضرور ہوتے ہیں۔ جو ان کو تکلیفیں اور اذیتیں دیتے ہیں۔ توہین کرتے ہیں۔ ایسے وقت میں سعید الفطرت اپنی روشن ضمیری سے ان کی صداقت کو پا لیتے ہیں۔ پس ماموروں کے مخالفوں کا وجود بھی اسلئے ضروری ہے جیسے پھولوں کے ساتھ کانٹے کا وجود ہے۔ تریاق بھی ہے تو زہر بھی ہیں کوئی ہم کو کسی نبی کے زمانہ کا پتہ دے جس کے مخالف نہ ہوتے ہوں۔ اور جنھوں نے اس کو دوکاندار۔ ٹھگ۔ جھوٹا۔ مفتری۔ نہ کہا ہو۔ موسیٰ علیہ السلام پر بھی افترا کر دیا۔ یہاں تک کہ ایک پلیدنے تو زنا کا اتہام لگا دیا۔ اور ایک عورت کو پیش کر دیا۔ غرض انپر ہر قسم کے افترا کیئے جاتے ہیں۔ تا لوگ آزمائش جائیں۔ اور یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ خدا کے لگائے ہوئے پودے ان نابکاروں کی پھونکوں سے معدوم کئے جائیں۔ یہی ایک نشان اور معجزہ ہوتی ہے۔ ان کو خدا کی طرف سے ہونے مخالف کوشش کرتے ہیں کہ وہ نابود ہو جائیں۔ اور وہ بڑھتے پھولتے ہیں۔ ہاں جو خدا کی طرف سے نہ ہو۔ وہ آخر معدوم اور نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ لیکن جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ وہ کسی کی کوشش سے نابود نہیں ہو سکتا۔ وہ کاٹنا چاہتے ہیں۔ اور یہ بڑھتا ہے اس سے صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ خدا کا ہاتھ ہے۔ جو اس کو تھامے ہوئے ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کسقدر عظیم الشان معجزہ ہے کہ ہر طرف سے مخالفت ہوتی تھی۔ مگر آپ ہر میدان میں کامیاب ہی ہوتے تھے۔ صحابہ کے لئے یہ کیسی دلخوش کرنے والی دلیل تھی۔ جب اس نظارہ کو دیکھتے تھے۔

اسلام کیا ہے؟ بہت سی جانوں کا چندہ ہے ہمارے آباؤ اجداد چندہ میں آئے۔ اب اسوقت بھی اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ وہ اسلام کو کل ملتوں پر غالب کرے اس نے مجھ کو اسی مطلب کیلئے بھیجا ہے۔ اور اسیطرح بھیجا ہے جس طرح پہلے مامور آتے رہے ہیں۔ پس آپ میری مخالفت میں بھی بہت سی باتیں سنیں گے۔ اور بہت قسم کے منصوبے پائیں گے۔ مگر آپ کو نصیحتًا للہ کہتا ہوں کہ آپ سوچیں اور غور کریں۔ کہ یہ مخالفتیں مجھے تھکا سکتی ہیں۔ یا ان کا کچھ بھی اثر مجھ پر ہوا ہے؟

## ہرگز نہیں۔ خدا تعالیٰ کا پوشیدہ ہاتھ ہے جو میرے ساتھ کام کرتا ہے ورنہ میں کیا اور میری ہستی کیا؟

مجھے شہرت طلب کہا جاتا ہے لیکن یہ نہیں دیکھتے کہ اس فرض کے ادا کرتے میں مجھے کس قدر گالیاں سننا پڑیں۔ مگر ان گالیوں کی جو دیتے ہیں۔ اور ان تکلیفوں کی جو پہنچاتے ہیں ایک لحظہ کے لئے بھی پروا یا خیال نہیں کرتا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ مجھے معلوم نہیں ہوتا کہ خدا میرے ساتھ ہے اور اگر میں خدا کی طرف سے آیا نہ ہوتا۔ تو میری یہ مخالفت ہرگز نہ ہوتی آپ کا اسقدر دور دراز کا سفر اختیار کرکے اور پھر تکالیف راہ برداشت کرکے آنا اللہ تعالیٰ کے حضور ایک اجر رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اور توفیق دے کہ آپ اس سلسلہ کی طرف توجہ کر سکیں جو خدا تعالیٰ نے قائم کیا ہے۔ آمین

(الحکم جلد ۵ نمبر ۴ تقریر ۱۷ر جنوری ۱۹۰۱ء)

### استغفار کلید ترقیات روحانی ہے

ایک شخص کو استغفار کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ "استغفار کلید ترقیات روحانی ہے"

### درباره تفسیر سورۃ فاتحہ

۲۰ر جنوری ۱۹۰۱ء

تفسیر سورۃ فاتحہ ابھی تک لکھنی شروع نہیں ہوئی۔ اور دن تھوڑے سے رہ گئے ہیں۔ اسپر فرمایا "اب تک ہم نہیں جانتے کہ ہم کیا لکھیں تو کلاً علی اللہ اس کام کو شروع کیا گیا ہے۔ ہم موجودہ مواد پر بھروسہ نہیں رکھتے۔ صرف خدا پر بھروسہ ہے کہ کوئی بات دل میں ڈالی جائے۔ یہ بات میرے اختیار میں نہیں۔ جب وہ مواد حقائق جن کی تلاش میں میں ہوں مجھے مل گئی۔ تو پھر ان کو فصیح و بلیغ عربی میں لکھا جائے گا۔ چونکہ انسانوں کا ثواب حاصل کرنے کے واسطے فکر اٹھانا چاہیئے۔ اس واسطے ہم فکر کرتے ہیں۔ آگے جب کوئی بات خدا تعالیٰ نے انقا کرے خدا سے دعا مانگی جاتی ہے۔ تو وہ مدد دیتا ہے

(تفسیر سے پہلے جو تمہید حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھی ہے۔ اس کے متعلق حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب نے عرض کی کہ پیر گولڑوی تفسیر نویسی سے پہلے ایک تقریر اور مباحثہ چاہتا تھا۔ تو اس تمہید میں یہ بھی ہو گیا)

حضرت سید احمد صاحب شہید اور مولوی محمد اسمٰعیل کا ذکر درمیان میں آیا۔ فرمایا:۔

ان لوگوں کی نیتیں نیک تھیں۔ وہ چاہتے تھے کہ ملک نماز اور اذان اور قربانی کی رکاوٹ جو سکھوں نے کر رکھی تھی دور ہو جائے۔ خدا نے انکی دعا کو قبول کیا اور اسکی قبولیت کو سکھوں کے دفعیہ اور انگریزوں کو اس ملک میں لانے سے کیا۔ یہ ان کی دانائی تھی۔ کہ انھوں نے انگریزوں کے ساتھ لڑائی نہیں کی۔ بلکہ سکھوں کو اس قابل سمجھا کہ ان کے ساتھ جہاد کیا جاوے اس واسطے جہاد میں ان کو کامیابی نہیں ہوئی۔ ہاں یہ سبب نیک نیت ہونے کے ان کی خواہش اذانوں اور نمازوں کے متعلق اس طرح پوری ہو گئی کہ اس ملک میں انگریز آ گئے۔

پھر فرمایا:۔ وقت دو ہو گئے ہیں۔ ایک خارجی اور ایک اندرونی۔ یعنی روحانی۔ خارجی وقت یہ ہے کہ حضرت رسول کریم اور ولیوں اور بزرگوں کے کشوف نے مسیح موعود اور مہدی کا وقت چودھویں صدی بتایا اور اندرونی یعنی روحانی وقت یہ ہے کہ زمانہ کی حالت یہ حالت یہ بتلا رہی ہے کہ اس وقت مسیح آنا چاہیئے دونوں وقت اس جگہ آ کر ملگئے ہیں

(۲۲ر جنوری ۱۹۰۱ء)

اس جماعت کا نام احمدی رکھا جانے پر کسی نے سنایا کہ کوئی اعتراض کرتا تھا کہ یہ نیا نام ہے اس پر کچھ گفتگو ہوئی۔ فرمایا:۔

لوگوں نے اپنے نام کے ساتھ حنفی شافعی رکھے ہیں یہ سب بدعت ہیں۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دو ہی نام تھے محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ آنحضرت کا اسم اعظم محمد ہے صلے اللہ علیہ وسلم۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم اللہ ہے۔ اسم اللہ دیگر کل اسماء مثلاً حی۔ قیوم۔ رحمٰن و رحیم وغیرہ کا موصوف ہے حضرت رسول کریم کا نام احمد وہ ہے جس کا ذکر حضرت مسیح نے کیا یاتی من بعدی اسمہ احمد من بعدی کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ وہ نبی میرے بعد بلا فصل آئے گا۔ یعنی میرے اور اس کے درمیان اور کوئی نبی نہ ہوگا۔ حضرت موسیٰ نے یہ الفاظ نہیں کہے بلکہ انھوں نے محمد رسول اللہ والذین امنوا معہ اشداء ...... میں حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی کی طرف اشارہ کیا جب ہجرت سے مومنین کی معیت ہوئی۔ جنھوں نے کفار کے ساتھ جنگ کئے۔ حضرت موسیٰ نے آنحضرت کا نام محمد بتلایا صلی اللہ علیہ وسلم۔ کیونکہ حضرت موسیٰ خود بھی جلالی رنگ میں تھے۔ اور حضرت عیسٰے نے آپ کا نام احمد بتلایا۔ چونکہ وہ خود بھی ہمیشہ جمالی رنگ میں تھے۔ اب چونکہ ہمارا سلسلہ بھی جمالی رنگ میں ہے اسواسطے اسکا نام احمدی ہوا۔

فرمایا:۔ جمعہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدا ہونے کا دن تھا۔ اور یہی متبرک دن تھا۔ مگر پہلی امتوں نے غلطی کھائی۔ کسی نے اپنے آپ کو حنفی کہا اور کسی نے مالکی اور کسی نے شیعہ اور کسی نے سُنی مگر حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دو ہی نام تھے محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے دو ہی فرقے ہو سکتے ہیں محمدی یا احمدی۔ محمدی اسوقت جب جلال کا اظہار ہوا۔ احمدی اسوقت جب جمال کا اظہار ہو

ایک شخص نے عرض کی کہ حضور میرے لئے دعا کریں کہ میرے اولاد ہو جائے۔ آپ نے فرمایا:۔

"استغفار بہت کرو اس سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اولاد بھی دے دیتا ہے۔ یاد رکھو یقین بڑی چیز ہے۔ جو شخص یقین کامل میں ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کی دستگیری کرتا ہے"

۲۴ر جنوری ۱۹۰۱ء بوقت شب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب و دیگر احباب بیٹھے تھے حضرت صاحب نے فرمایا

### ڈاکٹر کو مریضوں کا علاج کس طرح کرنا چاہیئے

انسان خدا کی مشیت کے نیچے چلتا ہے۔ جب وہ چاہتا ہے شفا کے واسطے سامان پیدا ہو جاتے ہیں۔ طبابت پہ پورا بھروسہ کر لینا شرک ہے۔ محض ہمدردی اور خیر خواہی اور نیک نیتی کی راہ سے بیماروں کا علاج کرنا چاہیئے اسطرح برکت زیادہ ہوتی ہے۔ نیک نیت کے ساتھ دست شفا ہے۔ خدا نیک نیت کے ساتھ ہے۔ صرف اپنی دانائی پر ڈاکٹر کو بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ چاہیئے کہ بیماروں کے حق میں دعا کرے۔ سب بیماروں کے حق میں دعا کرے مگر جو خاص مشکلات میں اور سخت مرضوں میں مبتلا ہوں ان کے واسطے نام لے کر خاص طور پر دعا کرے"

ان باتوں سے پھر دعا کی فلاسفی پر ذکر شروع ہو گیا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

### دعا کی فلاسفی

بات یہ ہے کہ دعا کرنا ہی مشکل ہے جب تک دعا کی تمام شرائط پوری نہ ہوں۔ میرا اعتقاد تو یہ ہے کہ نہ تلوار۔ نہ بجلی۔ نہ کوئی دوائی نہ کوئی تریاق۔ نہ کوئی اور شے اب اثر رکھتی ہے جیسا کہ دعا کا اثر ہے۔ مگر اس کے ساتھ شرائط کا بہم پہنچانا ضروری ہے۔ دعا کا یہ حال ہے کہ گویا خدا تعالیٰ آپ ہی کراتا ہے۔ دعا کرنے اور دعا کرانے والے کے درمیان ایک ایسا تعلق ہونا ضروری ہے کہ یہ اس کے واسطے درد دل سے دعا کرے۔ اس کے قلب کو اس کی خیر خواہی کے واسطے ایسی تحریک پیدا ہو کہ دعا کیواسطے ایک تحریک پیدا ہو کہ دعا کی قوت اس کی قبولیت کے تمام لوازم پیدا ہو جائیں۔ دعا کرنے اور دعا کرانے والے کی ایسی مثال ہے۔ جیسا کہ نر اور مادہ کا میل ہوتا ہے۔ جب تک تعلق پیدا نہ ہو جائے۔ تب تک دعا کسی کے واسطے نہیں ہو سکتی۔ اسواسطے میں لوگوں کو کہتا ہوں کہ یہاں آ کر رہو۔ خدا کے برگزیدوں کے دل نرم ہوتے ہیں بار بار سامنے ہونے سے امید ہے کہ کوئی ذریعہ ہمدردی کا پیدا ہو جائے اور دعا کا موقعہ مل جائے۔

نظام الدین ولی کا ذکر ہے کہ ایک شخص دعا کرانے کے واسطے ان کے پاس آیا۔ آپ نے اس کو فرمایا کہ میرے واسطے دودھ چاول پکالا۔ اس شخص کے دل میں شبہ ہوا کہ اچھے ولی ہیں۔ میں تو ان سے کچھ مانگنے آیا تھا۔ کہ انھوں نے الٹا مجھ ہی سے مانگنا شروع کیا۔ مگر پھر اس کے دل میں خیال آیا کہ چلو کیا بات ہے۔ کوئی بڑی بات نہیں۔ دودھ چاول ہی ہیں چلو لے چلو۔ پس وہ پکوا کر لے آیا انھوں نے کھا کر اس کے حق میں دعا کی۔ ان کی دعا سے سائل کا کام بن گیا اور اس کی مشکل حل ہو گئی۔ تب وہ حیران ہوا۔ اور دل میں سوچنے لگا۔ کہ یہ آدمی تو ضرور قبولیت والا بندہ ہے۔ کہ اس کی دعا سے ایسا کام شروع ہو گیا۔ مگر یہ دودھ چاول کے مانگنے میں کیا راز تھا آؤ یہ بھی انھیں سے دریافت کریں۔ پس وہ پھر نظام الدین کے پاس آیا اور اپنے دل کے خیالات کا اظہار کیا انھوں نے جواب دیا کہ تم دعا کے واسطے آئے تھے تو میں نے سوچا کہ اس کے ساتھ تو کچھ سابقہ تعلق نہیں ہے اس کیواسطے دعا کے لئے جوش کس طرح سے پیدا ہو۔ پھر دل کا تعلق پیدا کرنے کے واسطے میں نے دودھ چاول منگواتے۔ ایسا ہی بابا فرید کا ذکر ہے کہ ایک شخص کا قبالہ گم ہو گیا تھا وہ ان سے دعا منگوانے کے واسطے آیا۔ انھوں نے کہا کہ ہمارے واسطے کچھ حلوا جب حلوائی کے پاس حلوا لینے کے واسطے گیا تو جس کاغذ پر حلوائی حلوا دینے لگا وہ اسی کا اپنا قبالہ ہی تھا۔ اس نے قبالہ تو قابو کیا اور حلوا لے کر آیا۔ انھوں نے فرمایا کہ اب حلوے کی ضرورت نہیں رہی جا اپنے بچے کو کھلا دے

(باقی دارد)

# حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ

## حضرت حکیم مولوی سراج الدین رضی اللہ عنہ آف مڈھ رانجھا

آپ قرآن مجید اور مشکوٰۃ شریف سے خوب واقف تھے اور خود عامل بھی تھے۔ اور لوگوں کو بھی ان ہی میں سے وعظ و پند فرمایا کرتے تھے۔ اور پہلا وعظ اہل و عیال پر ہوتا تھا۔ تربیت اولاد پر نہایت سخت گیر تھے ہرگز کسی لڑکے کے ساتھ کھیلنے یا کہیں چلنے پھرنے کی اجازت نہیں دیتے یا سکول میں جانے دیتے یا اپنے پاس بٹھائے رکھتے۔ اور کچھ نہ کچھ املا لکھاتے یا کوئی مفید کتاب پڑھاتے قرآن مجید کی آسان صورتیں یاد کراتے۔ نماز پڑھنے کی ترکیب سکھاتے۔ رمضان المبارک میں آپ کا دستور تھا کہ ہمیں سحری کے وقت جگاتے۔ اور فرماتے میں بھی قرآن مجید پڑھتا ہوں اور تم بھی پڑھو۔ اُدھر کھانا تیار ہوتا رہتا اُدھر ہم قرآن مجید پڑھتے رہتے۔ یہ دستور العمل ہمارے ہفت ہشت سالہ عمر کا تھا۔ حضرت والدہ صاحبہ کو بھی ہم نے تلاوت قرآن مجید اور نماز پڑھنے پر مستقل پایا روزوں کی اسقدر پابندی کہ حالت رضاعت طفلی میں بھی نہیں چھوڑتے تھے۔ علاوہ ازیں نفلی روزوں کے رکھنے میں بھی کمی نہ فرماتے۔ ظاہری نمونہ خود بھی مسنون طریقے پر رکھتے۔ اور ہمیں بھی اسی کی پیروی کا حکم فرماتے طب آپ نے باقاعدہ لاہور میں حاصل کی تھی۔ اور تجربہ تعلیم سے بڑھ کر تھا۔ قصبہ ہذا ایسی جو آٹھ دس دیہاتیوں کا مرکز ہے۔ ان سب دیہاتوں سے اکثر مرد و زن و طفل کا آپ علاج فرماتے۔ ضرورت ہوتی تو باہر جاکر بھی مریضوں کو دیکھتے۔ مطب کے متصل ہی ہسپتال تھا۔ جو اب دور فاصلہ پر ہے۔ بعض وقت مریض آپ کے پاس آکر اپنی حالت بیان کرتے کہ ہم مدت سے پڑے ہسپتال میں علاج کرا رہے ہیں مگر افاقہ نہیں ہوتا۔ آپ علاج کریں۔ تو آپ یہی فرماتے کہ جب تک تم داخل ہسپتال ہو میرا علاج مت کرو۔ بعد میں علاج کرتے اور اکثر شفایاب ہوتے۔

چنانچہ آپ نے فرمایا کہ ایک مریض میرے پاس آبیٹھا۔ کیونکہ مطب کے ساتھ عطاری کا سامان بوتلیں وغیرہ رہتا ہوتی تھیں۔ اس نے کہا کہ شفاخانہ میں کئی دن سے آیا ہوں۔ مگر کچھ آرام نہیں۔ اسکے تیماردار بھی ساتھ تھے۔ آپ نے علامات تشخیص فرمائے کہ یہ شخص ضفدع اللسان میں مبتلا ہے کہ زبان کے نیچے ایک اور زبان ردی مواد بلغمی سے جم جانے سے پیدا ہو جاتی ہیں اور نہایت تکلیف دہ ہوتی ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے نوشادر اور زنگار مناسب وزن کے ساتھ ملا کر ملوایا۔ اور اسی وقت وہ شفایاب ہو گیا۔ تمام تیماردار حیران رہ گئے کہ یہ خوب معاملہ ہے ڈاکٹر کو اس طرف ذرہ بھر بھی توجہ نہیں ہوئی کہ وہ زبان کے نچلے طرف دیکھتا اور علاج کرتا۔ خدا جانے کیا کیا علاج کرتا رہا۔ مفردات کے ساتھ آپ اکثر علاج فرماتے کشتہ جات کے بھی دھنی تھے۔ یہاں تک کہ ایک افسر مال جو آپ ہی کا ہم نام تھا آپ سے اکثر کشتہ منگوایا کرتا۔ ادویات انگریزی میں سے کونین۔ اسٹر کینیا۔ لال شربت کا استعمال فرماتے۔ آپ نے ایکدفعہ فرمایا کہ مجھے تو لال شربت کی جگہ اس سے بہتر کام دینے والی دوائی معلوم ہو گئی ہے۔ اور تجربہ میں نہایت مفید ثابت ہوئی ہے۔ عرق کافور کا استعمال مناسب امراض میں کرتے۔ اور شربت پورا نسخہ تیار فرماتے۔ یہاں تک کہ لوگ جو ناواقف تھے وہ ادویات کا رنگ دیکھ کر شربت نہ خریدتے۔ اور بازار کے چمکیلے رنگدار شربت کو ترجیح دیتے۔ اگر کوئی شخص دوکان پر ہی شربت پینا چاہتا تو ایک گلاس جو وزن میں قریبا ڈیڑھ پاؤ یا آدھ سیر ہوگا تانبے کا جس پر قلعی چڑھی ہوئی تھی۔ اس میں شربت ڈال کر گھر سے پانی لاکر پلاتے فینسی اسپل گلاس نہ دوکان پر رکھا نہ گھر میں۔ بلکہ گھر میں تو جام گلی ہی مستعمل تھا۔ چکیاں گھر میں ایک چھوڑ تین۔ کیونکہ حضرت والدہ صاحبہ چکی پیسا کرتی تھیں۔ فرماتیں اور لطف یہ کہ سب انسپکٹر پولیس کی بچی ہیں۔ یہی حال چرخے کا ہے چرخہ کات کات کر کپڑے تیار کرنے اور چکی میں پیس کر روٹی بنانا۔ اور اپنے دودھ کے لئے گائے کو گھر میں رکھ کر اس سے فائدہ اٹھانا۔ غرضیکہ قناعت اور کفایت شعاری کا ہائی سکول کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا اور ان سب کاموں کو کرتے ہوئے پھر صوم و صلوٰۃ کی پابند تھیں۔ چنانچہ اکثر عورتیں باہر سے حضرت والدہ کی زیارت کے لئے آتی ہیں اور یہاں کی عورتوں میں آپ کا پردہ بھی ضرب المثل ہے کہ آپ اپنے سگے بھائی اور والد کی وفات پر بھی گھر سے باہر نہ نکلیں تربیت اولاد میں پہلا سبق حضرت والد کی اطاعت سکھلائی روٹی کھاتے وقت ہاتھ دھلانا اور دائیں ہاتھ سے کھانے کی تلقین۔ نماز پڑھ کر دکھلانا۔ یہ سب باتیں دین کے لئے کرتی تھیں۔ جب حضرت والد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی تو آپ کی طرف مریضوں کو آنے اور دوائی خریدنے کی سخت ممانعت کی گئی۔ گو ادویات شربت مربے وغیرہ تو بازار سے خرید لاتے۔ مگر تخفیف کے مارے اسی دروازے پر آکر گرتے۔

آپ کی زندگی میں دکان کی قفل شکنی بھی کی گئی۔ اور چوروں نے یہ کیا کہ مربے کے مرتبان اٹھا کر لے گئے اور ایک پرانا لحاف پڑا تھا وہ بھی لے گئے اور باہر ایک جگہ لحاف بچھا کر اور اس پر مرتبان الٹ کر مربہ کھاتے رہے اور ساتھ ہی تھیلیاں نقدی اور خطوط والی تھیں وہ بھی اٹھا کر لے گئے۔ یا تو آپ جمعہ پڑھایا کرتے اور یا یہ وقت آن تنہا نماز پڑھتے اور اس پر بھی لوگ راضی نہ تھے آپ نے یہ سب کچھ برداشت کیا۔ لیکن راہ راست سے ادھر ادھر نہ ہوئے۔ چونکہ آپ نے ایمان کی حلاوت حاصل کر لی تھی میں آپ کے ایک خط نقل جو بیعت سے پہلے آپ نے لکھا پیش کرتا ہوں:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت جناب حضرت امام الزمان و مسیح دوران سلمہ الرحمٰن السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ قصہ مختصر یہ ہے کہ یہ خاکسار کشفی طور پر کچھ عرصہ سے جناب کا مرید اور ظاہری طور پر محروم اگر ایں ہم در تغافل است مبدل بقبیت۔ کامرتا و صدقنا یقیناً شنوم سرتا و زدنا صفاہ میری حالت جو ہے وہ خداوند کریم خوب جانتا ہے

سراج الدین عفی عنہ از مڈھ رانجھا ضلع شاہپور

چنانچہ تقدیر سے ظاہر ہو گیا کہ آپ ظاہر میں بھی مرید ہو گئے اور خاص حضرت کے ہاتھ پر جا کر بیعت کی۔ اور واپس آکر خاموشی اختیار نہ کی۔ بلکہ ہر وقت تبلیغ میں کوشاں رہتے۔ حضرت کی کتابیں خریدتے۔ لوگوں کو جو آپکے پاس بیٹھتے ان کو سناتے اخبار دکھاتے غرضیکہ اب آپکے لئے آسمان نیا تھا۔ اور زمین بھی نئی تھی۔ تضرع بھی حد سے بڑھ کر تھا کہ اللہ تعالیٰ ہدایت کے لئے لوگوں کے دل کھولے باوجود امور خانہ داری و پیرانہ سالی جس کو موئے سفید ظاہر کر رہے تھے۔ تہجد آپ نے نہ گرمی میں چھوڑا نہ سردی اور نہ برسات میں۔

غرضیکہ شرائط بیعت ہر وقت مد نظر رکھتے۔ ایکدفعہ مجھے میں نے ایک عورت سے ہنستے ہوئے معمولی بات کی۔ آپ نے فرمایا کہ غیر محرم عورت کے ساتھ بات کرتے ہوئے وقار ہونا چاہیئے۔ سر گریباں ہو کر یا گری ہوئی حالت میں بات ہو جسم نمائی آپ کی اس حد تک تھی کہ ستر اکی ضرورت نہ پڑتی۔ اگرچہ بسا اوقات آپ کو اپنے بعض بچوں کو مارتے بھی دیکھا گیا۔ لیکن غرض یہ تھی کہ دین و دنیا سدھر جائے اور لائق بنیں اس عاجز کو آنکھ کی دستکاری بھی ایک مشہور ڈاکٹر سے سکھلائی تھی اور آنکھ کے جملہ امراض کی تشخیص اور علاج تعلیم پرائمری تک دلائی۔ کیونکہ اسوقت سکول اسی حد تک تھا۔ بعد میں بچوں کو مڈل تک دلائی۔ لیکن مجھے خدا نے برکت دی اور پنشن کا بائی درجہ پاس کیا اور عربی میں بھی خاص لیاقت حاصل کی۔ قرآن مجید کو قادیان جا کر بار بار سمجھتا اور ارادہ ہے کہ کسی وقت کوئی صاحب تیار ہوں تو سارے قرآن مجید کا ترجمہ اور کچھ حاشیہ لکھوں۔ جو کہ چھپ بھی جائے۔ اور یہ بھی پہلے رفیع الدین کے ترجمہ کی طرح مقبول ہو۔ بلکہ بڑھ کر ہو۔

[illegible] کہ رفیع الدین احمدی ہے

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو خطوط کی نقل کرتا ہوں۔ جو حضور نے اپنے قلم سے لکھے اور حضرت والد صاحب مرحوم کی طرف ارسال فرمائے ہو سکتا ہے کہ اور خطوط بھی ہوں۔ لیکن دستیاب یہی دو ہوئے جن کو میں نے حرز جان کے طور پر رکھا۔

## نقل مکتوب مسیح موعودؑ

والی والدی حضرت حکیم محمد سراج الدین صاحب مرحوم

نوٹ:۔ مسیح موعودؑ کے رسم الخط کا بھی خیال رکھا گیا ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

(صفحہ اول) اس کی پشت دوسری طرف خالی ہے یہ طولاً لکھا گیا ہے

آپ کے مرسلہ مبلغ پچاس روپے مجھ کو پہنچے۔ جو بطور امانت رکھے گئے۔ مگر حال یہ ہے کہ نلکا کی اسقدر ضرورت نہیں کہ کنواں پاس موجود ہی ہے۔ اور ایک ضرورت درپیش ہے اور وہ یہ ہے کہ پختہ مہمان خانہ کا صحن قابل فرش کی ہی۔ اگر اس میں پختہ فرش ہو جاتے۔ تو مہمانوں کو یہ فائدہ ہوگا کہ اس صورت میں چارپائی بچھی چنداں ضرورت نہیں ہوگی۔ اور غربا و مساکین اسی پر چٹائی بچھا کر سو سکتے ہیں۔ اور صحن پاکیزہ اور صاف ہو جائے گا۔

دوسرا صفحہ جو دوسرے ورق پر ہے یہ عرض میں لکھا گیا ہے۔

مدت سے یہی تجویز میرے دل میں ہی لیکن بباعث نہ میسر آنے سرمایہ کی توقف میں آتی رہی۔ اسکا اندازہ معلوم کیا گیا تھا تو ۱۰۰عہ ہوتی ہیں۔ سو میں مناسب دیکھتا ہوں کہ یہ پچاس روپے اس کار خیر کے لئے امانت رکھے جائیں۔ جب خدا تعالیٰ مبلغ دو سو روپیہ میسر کرے تو پھر کام فرش کا شروع کرا دیا جاوے۔ یہ عمل بھی بطور صدقہ جاریہ کے ہے۔ کیونکہ جب تک یہ فرش رہی گا غربا و مساکین کے کام دے گا۔ تب تک آپ کو ثواب ہوتا رہے گا۔ والسلام

حررہ غلام احمد ۱۷ر فروری ۱۹۰۸ء

لفافہ کا پتہ

بمقام مڈھ رانجھہ ضلع شاہ پور

بخدمت محبی اخویم میاں سراج الدین صاحب

[illegible] ۱۹۰۸ء [illegible] از قادیان راقم خاکسار مرزا غلام احمد

## نقل کارڈ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بطرف حکیم محمد سراج الدین صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا خط پہنچا۔ آپ کا مبلغ ۵۰ روپیہ بطور امانت رکھا گیا ہے۔ اب اپنی تجویز ملتوی کر کے یہی تجویز ہے کہ نلکہ لگا دیا جائے۔ تا آپ کا مقصود پورا ہو۔ فرش کا کام اور صورت سے ہو جائے گا۔ خدا تعالیٰ آپ کے لڑکے کی عمر دراز کرے۔ آمین

والسلام

مرزا غلام احمد از قادیان

### پتہ کارڈ

بمقام مڈھ رانجھہ ضلع ہوشیارپور

بخدمت محبی میاں سراج الدین صاحب

نوٹ:۔ اس کارڈ پر نہ پتہ کی طرف تاریخ ہے اور نہ مضمون کی طرف۔ ڈاک خانہ کی مہر جو یہاں کی ہے 2 8 FE 08 ہے

آپ کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح اول کے ساتھ بھی نہایت ہی مومنانہ تعلق تھا۔

قارئین کرام پڑھ چکے ہیں کہ حضرت والدہ صاحبہ اپنے ہاتھ سے چرخہ کات کر اکثر گھر کا لباس تیار فرماتی تھیں۔ چنانچہ اس دستور کے مطابق چرخہ کات کات کر کپڑا بنوایا گیا۔ اور ۲ عدد کے دو کرتے حضرت امیر المومنین کی خدمت میں حضرت والدہ صاحبہ کے ہاتھ سے سلا کر روانہ کئے گئے۔ اور ساتھ ہی ۱۶ر بھی۔ کیونکہ یہی وسعت تھی ہاں مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ ۱۶ر کس غرض اور کس تناسب سے ارسال کئے گئے۔ بہر حال ان دو کرتوں اور ۱۶ر کا ذکر حضرت امیر المومنین نے اپنی مجلس میں اسطرح پر فرمایا کہ ۱۶ر میں نے کھانے پر صرف کئے اور کرتے پہنے۔ اور یہ کچھ ایسا طیب مال تھا کہ خاص روحانیت محسوس ہوئی اور اس کی رسید ایک کارڈ پر ارسال فرمائی جس کی نقل مندرجہ ذیل ہے:۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپکے بھیجے ہوئے دونوں کرتے پہونچے جزاک اللہ احسن الجزا۔ اور ۱۶ر بھی پہنچ گئے۔ آپکے پچاس روپے مدت ہوئی کہ مجھے معلوم تھا جمع ہیں۔ مگر آجکل افسر خزانہ یہاں نہیں۔ جب آوینگے تحقیق کر کے جیسے آپ کہیں گے ویسا کیا جاوے گا۔ والسلام

نور الدین ۲۳ر مارچ ۱۹۰۹ء

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت والد صاحب نے معلوم کیا ہو کہ نلکہ میرے خرچ پر لگایا گیا ہے یا نہ۔ جس کے متعلق احتیاطی پہلو حضرت امیر المومنین نے یہ اختیار کیا کہ مجھے یہ تو معلوم ہے کہ ۵۰ روپے آپ کے آئے ہوئے ہیں اور خزانہ میں جمع بھی تھے۔ لیکن یہ معلوم نہیں کہ ان کو خرچ کیا گیا یا نہیں اور اگر کیا گیا ہے تو کس مصرف پر

حضرت والد صاحب کی عمر ۶۵ سال کے قریب تھی کہ یکم جولائی ۱۹۲۸ء کو واصل باللہ ہوئے۔ آپ کی خواہش تھی کہ میں رفیع الدین کو شادی شدہ اور برسر روزگار دیکھوں سو آپ اپنی آنکھوں سے ایک پوتا اور ایک پوتی دیکھ گئے۔ پوتی کا نام جو پہلے پیدا ہوئی آپ نے ہی تجویز کیا ممتاز جہاں بیگم۔ جو آجکل یسرنا القرآن پڑھتی ہے۔ نماز پڑھ چکی ہے۔ کچھ ہندسے بھی لکھ لیتی ہے جس کی عمر ۹ سال ہے۔ لڑکے کا نام میں نے تجویز کیا جس کی عمر ۸ سال ہے۔ دوسری جماعت میں تعلیم پاتا ہے۔ موضع چھاوریاں میں پیدا ہوا۔ جبکہ عاجز ۱۹۲۷ء میں وہاں سکول ماسٹر تھا۔ آفتاب احمد نام رکھا گیا۔

اب یہ مضمون نامکمل رہے گا۔ جب تک میں حکیم صاحب مرحوم کی وہ وصیت جو اپنے ہاتھوں سے قریباً ۱۲ سال پہلے لکھ چھوڑی تھی۔ نہ لکھوں گویا آپ ہر وقت لا تموتن الا وانتم مسلمون کو مدنظر رکھتے تھے کہ معلوم نہیں موت کب آ جائے ہم ہر وقت حقیقی اسلام پر کاربند نظر آئیں

## نقل وصیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

امابعد

یہ دو ورقہ جو اتفاقاً کتاب ہذا (یعنی حقیقۃ الوحی) میں جلد ہو گیا ہے۔ اسپر مجھے لکھنا یہ پسند آیا کہ دنیا سے ایکدن بہرحال رحلت کرنا ہے۔ لہذا بطور وصیت کے اپنے ہاتھ سے اس جگہ یہ ہی لکھدوں کہ میرے پسماندہ اہل بیت پر قطعی فرض ہوگا کہ ہر روز تلاوت قرآن شریف بے ناغہ با تدبر یعنی معنی کا سمجھنا اور اسپر عمل پیرا ہونا موافق فرمودہ سیدنا حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور کتب سلسلہ احمدیہ خصوصاً پنجم حصہ براہین احمدیہ زیر مطالعہ لاکر خوب غور اور تدبر سے ظاہر باطن اسپر عمل پیرا ہو کر اپنا دستور العمل رکھنا۔ بعد تلاوت قرآن شریف جس کا نام حزب الاعظم والورد الافخم ہے خوب سے وظیفہ کیا کرنا اور اس کی دعاؤں پر غور کر کے عمل کر کے اپنا دستور العمل رکھنا اور اپنے مشکلات میں جسقدر ہو سکے اپنی حاجات کے لئے خدا تعالیٰ سے ہی ہمیشہ دعائیں مانگتے رہنا۔ اور کبھی نہ گھبرانا۔ کیونکہ اگر کسی حاجت کے میسر ہونے میں دیر واقع ہو جاوے تو اس میں بھی کوئی مصلحت ہی خدا تعالیٰ کی طرف سے ملحوظ ہوتی ہے۔ جس کو قرآن شریف کی تلاوت سے خدا تعالیٰ سمجھ دے سکتا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔ اگر خدا تعالیٰ توفیق دے تو والدین کو بھی دعاؤں میں نہ بھولنا واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

تاریخ [illegible] سراج الدین عفی عنہ بقلم خود

خان بندہ: یہ وصیت [illegible] رسالہ تالیف کرایا جاتا ہے۔ ایڈیٹر صاحب اگر توجہ مبذول کریں تو سارا اخبار ہی اس سے پُر کر سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کی بیعت اور آپکو شناخت کرنے سے پہلے سبیکۃ العقیان بن گئے شمس القمر جو کہ کیمیا دان اصحاب کی اصطلاحات ہیں وہ تو ایک آنچ کی کسر میں نامکمل ہی رہتی رہیں۔ لیکن یہاں تو حکیم صاحب مرحوم نے آنچ کی کسر رہنے ہی نہیں دی۔ مجاہدات اور جلزات کو کشتہ کرتے کرتے خود کشتہ آن حضرت مرسل یزدانی محبوب سبحانی احمد قادیانی ہو گئے۔ عرقیات کو روحوں میں کشیدہ کرتے کرتے روح بلا جسم بن گئے صبر و ثبات کا معجون استعمال کر کے عارف حقیقت ہو گئے

وصیت کے مضمون پر غور کرو۔ عمل پر ہی زور دیا ہے دعاؤں کے مضمون کو پڑھ کر اسپر عمل کرنے کو استجابت کی کلید بتائی ہے من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب کو رٹنے سے رزق نہیں ملتا بلکہ قول کو عملی طور پر حاصل کرنا موجب رزق ہے۔ پس میں اپنے جملہ برادران حقیقی زین العابدین۔ ضیاء الدین۔ عزیز الدین۔ بشیر الدین اور برادران نسبتی غلام باری انعام باری۔ اسلام باری کی توجہ اس وصیت کی طرف مبذول کراتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ جہاں آپ لوگوں کے اخراجات اور معاشی مشاغل ہیں۔ وہاں پر ایک یہ مصرف اور شغل بھی ضرور رکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف گاہ بگاہ کوئی نہ کوئی ضرور خرید کر پڑھیں۔ خصوصاً براہین احمدیہ کے پانچوں حصے۔ جو کہ کتنا اقتضیا تو نہیں کہنا چاہئے۔ مگر ظاہراً ہیں۔ ان کو زیر مطالعہ رکھیں۔

(عاجز رفیع الدین منشی فاضل)

# حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیات

## میں کیوں کر احمدی ہوئی

سلسلہ کے لئے دیکھیے اخبار الحکم ۱۴ ستمبر ۱۹۳۴ء

آہ! وہ ہمارا شفیق باپ جس کی ایک ایک بات سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل تھی۔ اس مقدس وجود کا قلب بتا رہا تھا کہ اس دنیا میں آپ کا نورانی چہرہ پھر ہم نہیں دیکھ سکیں گے۔ مہمانوں کا جلد رخصت ہونا حضور کو ناپسند ہوتا تھا۔ جس پر حضور کی سچائی کی بھاری دلیل ہے ایک تو یہ کہ جتنی مدت زیادہ لوگ میرے پاس رہینگے میری عادات حرکات وسکنات کو مشاہدہ کرکے رائے قائم کر سکیں گے۔ دوسرا وہ مقام جو خدا تعالیٰ نے حضور کو عطا فرمایا۔ وہ آپ کو اچھی طرح معلوم تھا کہ میری صحبت میں رہ کر انسان روحانی ترقی کرے گا۔ اگر خدا تعالیٰ کا کوئی نشان ظاہر ہوگا تو اور فائدہ ہوگا۔ بیشک یہ سچی بات ہے کہ عطار کی دوکان پر بیٹھیے تو خوشبو سے مہک جاویں گے۔ اگر لوہار کی دوکان پر بیٹھیں تو کپڑے کوئلہ کے دھوئیں سے سیاہ ہو جائیں گے۔ ساتھ ہی چنگاریوں سے جل جاویں گے۔ خدا کے نبی روز روز دنیا میں نہیں آتے۔ یہ موقعے نعمت سے ملتے ہیں۔ پھر [illegible] حضور نے شاکو خیر [illegible] کی صحابیہ کے متعلق احوال دریافت فرماتے۔ حضرت ام المومنین صاحبہ سے بھی فرمایا کہ آپ ان کے لئے دعا فرماویں۔ اور میں بھی دعا کروں گا۔ دوسرے روز بوقت نماز صبح فرمایا کہ مجھے الہام ہوا کہ ان کو کہدے کہ تمہاری فتح ہے۔ نیز فرمایا کہ ابھی یہ معلوم نہیں ہوا کہ کب کامیابی ہوگی۔ جلدی سے یا کسی قدر دیر سے انجام کار فتح ہوگی۔ اگر رہو گے تو میں توجہ کروں گا وقت معلوم ہو گیا تو اخبار میں چھپا دوں گا لیکن ہم ٹھہر نہ سکے واپس چلے آئے۔ جس فتح کی حضور نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ اس معاملہ میں بھی انجام کار کامیابی سردار صاحب کو ہوئی۔ مفصل ذکر اس معاملہ اور فتح کی پیشگوئی کا مضمون اخبار فاروق کے خاص نمبر میں "زندہ معجزہ" کے عنوان سے چھپ چکا ہے۔ اس واسطے اس کی تفصیل کرنی موجب طوالت ہے۔

میری موجودگی میں جتنی دفعہ حضور ہمراہی حضرت ام المومنین صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ سیر کو تشریف لے گئے۔ اسی راستہ اور اسی طرف سے تشریف لے گئے۔ راستے میں کوئی مکان اور آبادیاں نہ تھیں۔ بلکہ ویرانہ اور کھیت تھے۔ اب جو میں انھیں راستوں اور جگہ کو دیکھتی ہوں۔ تو پہچانا بھی نہیں جاتا کیا یہ وہی قادیان ہے۔ جس پر میں آج سے اٹھائیس سال قبل اپنے آقا وہادی کے ہمراہ انھیں راستوں پر چلی تھی جس طرح اس چھوٹی سی بستی نے ترقی کی اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد نے بفضلہ تعالیٰ ترقی کی ہے۔ حضور کے وقت حضور کی صرف ایک پوتی تھی۔ آج خدا کے فضل سے حضور کے پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں ایک سے ہزار [illegible]دیں کے مطابق خدا تعالیٰ ہماری آنکھوں کو دکھا رہا ہے [illegible]لف کہیں گے کہ یہ اتفاقی بات ہے۔ لیکن کوئی نظیر بھی پیش کر سکتا ہے کہ گمنامی کی حالت میں کسی نے پیشگوئی کی ہو کہ میرے پاس دور دراز سے لوگ آئینگے۔ اور تحفے تحائف لائیں گے۔ اور یہ بستی ایک شہر ہو جائے گی۔ اور دریا بیاس تک جائیگی۔ یا یہ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیری نسل کو بڑھاؤں گا۔ اور تیرے بڑوں کا نام منقطع ہو جائے گا۔ اور تجھ سے نسل چلے گی۔ یقیناً بجز خدا کے برگزیدہ لوگوں کے ایسی نظیر نہیں ملتی۔ اور نہ کبھی ملیگی۔ کیونکہ مفتری علی اللہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا یہ خدا کی فیصلہ شدہ بات ہے۔ اور قرآن شریف باواز بلند پکار رہا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ یعنی تحقیق وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ پر افترا کرتے ہیں۔ وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔ باوجود سخت مخالفت کے۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے وہ کامیابیاں بخشیں جن کا ذکر بدیں الفاظ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر<br>
میری جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

سردار صاحب فرماتے تھے کہ میری موجودگی میں حضرت اقدس کی خدمت میں ایک شخص مولوی محمد حسین کا زبانی پیغام لایا کہ میری بیوی کو حمل ہے اور اسی حمل سے لڑکا پیدا ہونے والا ہے۔ جس کا نام میں منظور الحق رکھوں گا۔ حضور نے فرمایا پھر کیا ہوگا۔ فرض کرلیں کہ اگر لڑکا پیدا بھی ہو جاوے تو میرے دعوے سے اس کا کیا تعلق۔ معزز ناظرین! آپ مولوی صاحب کا مطلب سمجھ گئے ہونگے کہ حضرت اقدس جو اپنی اولاد کے متعلق پیشگوئی فرماتے تھے۔ اور ہر لڑکا پیشگوئی سے پیدا ہوا ہے۔ سو دیکھو میں بھی پیشگوئی کرتا ہوں۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اسے جھوٹا کر کے دکھا دیا کہ راستباز کے مقابلہ پر اسکا قیاس غلط ہے۔ چنانچہ اسی حمل سے لڑکی پیدا ہوئی

### حضور کے کپڑوں کی برکت

اب میں اصل بات کی طرف رجوع کرتی ہوں کہ جب ہم حضور سے رخصت ہو کر دارالامان سے چلنے لگے تو میں نے اپنی روحانی والدہ جنابہ ام المومنین صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ حضرت اقدس کا کوئی مستعملہ کپڑا مجھیں عنایت فرمایا جائے جناب موصوفہ نے حضور کا مستعملہ چوغہ عنایت فرمایا۔ جس کو میں نے گھر آ کر حفاظت سے رکھ چھوڑا۔

میرا بچہ امیر محمد خان کوئی بارہ برس کا ہوگا۔ کہ اس کو سخت بخار ہو گیا۔ گرمی کا موسم تھا۔ ایکدن صبح دس بجے بخار نے ایسا حملہ کیا کہ بچہ بیہوشی میں چارپائی سے اٹھ کر باہر کو دوڑنے لگا۔ میں نے جب پکڑ کر چارپائی پر لٹایا تو آنکھیں ایک جگہ ٹکٹکی سے گڑ گئیں۔ ہاتھوں میں تشنج ہو گیا۔ حالت خطرناک نظر آنے لگی۔ پریشانی کی حالت میں مجھے اچانک خیال آیا کہ حضرت اقدس کا چولہ جسم پر پھیرنا چاہیئے۔ میں دوڑ کر وہ چولہ اٹھا لائی اور بچہ کے جسم سے لگایا اور خدا تعالیٰ سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ حالت جاتی رہی اور بخار بھی کم ہونا شروع ہوا۔ آخر کئی دن بعد خدا تعالیٰ نے پوری شفا بخشی۔

میں نے اس بخار کے حملے اور چولے کا کسی سے خود ذکر نہ کیا بلکہ میری ایک کنیز عائشہ نامی جو اب تک زندہ موجود ہے وہ دیکھ رہی تھی اس نے ہماری ہمسایہ کے لڑکے کی بیماری پر انھیں بتایا کہ اس کا ذکر اس طرح پر ہے کہ ہماری ہمسائی دائی بھی تھی۔ یعنی دایہ گری کا کسب کرتی تھی۔ اس کا صرف ایک لڑکا تھا۔ جو بڑی آرزوؤں سے پیدا ہوا۔ اس لڑکے کو ایکدن ام الصبیان کا ایسا سخت حملہ ہوا۔ جس پر انھوں نے کئی حکیم جمع کئے سب اپنے علاج کر رہے تھے۔ بچہ کو کچھ ہوش نہ آتی تھی۔ تب میری اس کنیز عائشہ سے رہا نہ گیا۔ اس نے مخفی بچہ کی والدہ سے چولے کا ذکر کیا تب وہ روتی ہوئی میرے پاس دوڑی آئی کہ برائے خدا اپنے مرشد کا وہ چولہ مجھیں دیں۔ پہلے تو میں نے انکار کیا کہ ہمارے عقائد اور ہیں اور تمہارے اور۔ دوسرا میں ڈرتی ہوں کہ کہیں پرستش کا الزام مجھ پر نہ آئے لیکن اس نے مجھے بہت تنگ کیا۔ تب میں نے اسے دے دیا۔ اسے بھی خدا تعالیٰ نے اسی وقت شفا دے دی۔ چنانچہ وہ لڑکا شادی شدہ اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا ہے جس کا نام تنگہ والدہ کا نام سبھائی ہے۔ تیسری ہماری برادری میں ایک بچہ اسی بیماری کے دورہ میں مبتلا ان کو بھی شاید اسی دائی نے کہا ہوگا۔ وہ بھی مجھ سے بڑی منت وسماجت سے چولہ لے گئے۔ اسے بھی خدا تعالیٰ نے شفا بخشی۔ جس کا نام دین محمد ہے۔ یہ ہے اس الہام الٰہی کی سچائی کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے پھر مصلحت خداوندی نے وہ چولہ مجھ سے اسطرح لے لیا کہ سردار صاحب کا ایک احمدی منشی تھا۔ اس نے مجھ سے چولہ منگوایا۔ اگرچہ میں نے اپنے ہاتھ ہی سے دیا تھا۔ مگر پھر مجھے بالکل بھول گیا۔ اس نے خود واپس نہ کیا۔ سردار صاحب فوت ہو گئے۔ ہمارے وہ احمدی بھائی چلے گئے۔ گو وہ مع قبائل ایک دفعہ آئے بھی تھے۔ خط وکتابت بھی رہتی ہے۔ لیکن میں نے مصلحت خداوندی سمجھ کر کبھی یاد نہیں دلایا۔ بلکہ میں دعا کرتی ہوں کہ اگر ان کے پاس ہے تو خدا تعالیٰ اسے اس چولہ کی برکت سے بابرکت کرے اور نرینہ اولاد دے خدا تعالیٰ اس کے گھر کو آباد فرمائے

(راقمہ والدہ سردار امیر محمد خان تمندار قیصرانی سکنہ کوٹ قیصرانی ضلع ڈیرہ غازی خان)

# میں کیوں کر احمدی ہوا

## حضرت صوفی غلام محمد صاحب بی اے سابق مبلغ ماریشس کے حالات انکی اپنی قلم سے

سب سے پہلے میں اپنے خالق مالک اللہ رب العالمین کی تحمید و تمجید کرتا ہوں جس نے مجھے عدم سے وجود بخشا۔ پھر وجود بھی اشرف المخلوقات کا۔ یہ محض فضل الٰہی ہے کہ انسان بنایا پھر انسانوں میں بھی مسلمان بنایا۔ میں غلام محمد بن ولی محمد بن ستار بن شبیر بن اللہ داد ھذا اما سمعت من آبائی لنسب آبائی واللہ اعلم حقیقت الحال میری والدہ کا نام رحمت بی بی ہے۔ اور میرے دو بھائی تھے جو مجھ سے چھوٹے تھے۔ ان تینوں کو بھی قادیان آنے کی توفیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ملی تھی۔ اور احمدیت میں بھی داخل ہو گئے۔ میری والدہ کا کتبہ بہشتی مقبرہ میں موجود ہے۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالا اپنے بزرگوں کو کاشتکار پایا۔ میرا جنم بھوم ولگن سوہل ڈاکخانہ مچھرالہ جو اسوقت ضلع لاہور تحصیل قصور میں تھا۔ مگر اب تحصیل ننکانہ ضلع شیخوپورہ میں ہے۔ میں نو برس کا تھا جب میرا والد فوت ہو گیا میری والدہ محنت کر کے ہم تینوں کو پالتی تھی۔ ان ایام [illegible] تھے بنی ہیں۔ جب ہمارے دیس میں قحط پڑ جاتا تھا تو لوگ ماجھے کی طرف چلے جاتے تھے۔ کیونکہ وہاں نہر باری دوآب کی شاخ قصور کی وجہ سے غلہ پیدا ہو جایا کرتا تھا۔ لوگ محنت مزدوری کر کے اپنی اوقات پیدا کر لیا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ میری والدہ غفرہا۔ معہ تینوں بیٹوں کے ولٹوہا میں چلی گئی تھیں اور وہاں محنت مزدوری کر کے ہم کو پالتی تھیں۔ جب بارشیں ہو جاتیں تو پھر لوگ وطن کو واپس آ جاتے۔ ولٹوہا میں ایک مسلمان جٹ تھا مزادار نام بڑا نیک شخص تھا۔ میں قریباً دس برس کا ہونگا اس کے ساتھ میں کسی کے مویشی تھوڑی سی اجرت پر چرایا کرتا تھا۔ ایک دن کچھ حساب یا گنتی کی بات چلی تو میں نے بتا دی۔ اس نے کہا کہ اس کا ذہن بہت اچھا ہے اسکو مدرسہ میں ڈالدیں۔ چنانچہ میں مدرسہ میں بٹھا دیا گیا۔ مدرسہ صرف پانچویں جماعت تک تھا اور وہ بھی ورنیکلر اس کے ساتھ ڈاک خانہ بھی تھا۔ دیوان جند وہاں کا مدرس تھا۔ اور پوسٹ ماسٹر بھی۔ روپیہ کی صندوقچی ایک لڑکے کے سر پر رکھ کر تھانہ پولیس میں شام کیوقت رکھنے جایا کرتا تھا۔ اسلئے اس وہاں کے تھانہ دار سے بھی تعلق رکھنا پڑتا تھا۔ میں چونکہ جماعت میں ذہین اور ہوشیار طالب علم تھا اور میری والدہ واپس وطن کو جانے والی تھی ایکدن مجھ کو صندوقچی پہنچانے کے لئے لے گیا۔ ان دنوں چودھری رستم علی صاحب اس تھانہ کے انچارج تھے۔ انھوں نے میرے متعلق پوچھا۔ انھیں میری ان سے سفارش کی کہ یہ ایک نادار یتیم اور غریب لڑکا ہے۔ اسکو آپ رکھ لیں چودھری صاحب نے منظور فرما لیا کہ یہ ہمارے پاس رہا کرے۔ انھوں نے نئے کپڑے سلوا دیئے۔ چنانچہ میں ان کے پاس رہنے لگا۔ وہ مجھے اپنے بچوں کی طرح محبت و پیار کرتے۔ انھوں نے میرا پہلا نام گھنا (زیور) بدل کر غلام محمد رکھ دیا۔ اور مجھے انجمن حمایت اسلام لاہور کا پہلا رسالہ دینیات پڑھانا شروع کر دیا۔ گویا دینیات میں وہ میرے پہلے استاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ انپر بے شمار رحم کرے۔ اور بہشت میں اعلےٰ مقام عطا فرماوے

یہ ۱۸۹۲ء/۱۸۹۳ء کی بات ہے۔ پھر وہ وہاں سے کورٹ انسپکٹر ہو کر صدر ضلع منٹگمری بدل گئے اور مجھے بھی ساتھ لے گئے اور بیس روپیہ ان کی ترقی ہو گئی۔ یہ بیس روپیہ ماہوار سلسلہ احمدیہ کی خدمت کے لئے ارسال فرما دیتے تھے۔ اسوقت میں تیسری جماعت میں تھا۔ دسمبر ۱۸۹۳ء میں چودھری صاحب اپنے ساتھ مجھے قادیان لے گئے اور بیس روپیہ ان کی ترقی ہو گئی۔ یہ بیس روپیہ ماہوار سلسلہ احمدیہ کی خدمت کے لئے ارسال فرما دیتے تھے سو میں نے

## ۱۸۹۳ء کا جلسہ

..... دیکھا۔ جو کہ بڑی مسجد میں منعقد ہوا تھا۔ اور مجھے خوب یاد ہے کہ ۱۸۹۴ء کا سال تھا، قادیان میں شروع ہوا تھا غالباً ہم دونوں بٹالہ سے

### قادیان پا پیادہ

چل کر آئے تھے۔ اور پہلے پہل اس سفر میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب سے ملاقات ہوئی تھی۔ اسوقت قادیان میں تعلیم الاسلام سکول نہ تھا۔ مہاجرین بھی سوائے حضرت مولوی نور الدین صاحب اور دو ایک نو مسلمین کے بالکل نہ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں سالن اور ترکاری تیار ہو کر آتی اور باہر مہمانوں کو میاں حافظ حامد علی ساکن تہ غلام نبی کھلایا کرتے تھے۔ اور نان بائی اسوقت میاں غلام حسین صاحب تھے۔ اگرچہ میری عمر قریباً چودہ سال تھی۔ مگر مجھے خوب یاد ہے کہ میں نے حضرت احمد مہدی مسعود علیہ السلام کے لنگر خانہ سے کھانا کھایا۔ مجھے یہ محسوس ہوتا تھا کہ گویا کھانے سے ہی نبوت کی بو آتی ہے یہ میرے وجدان کی بات ہے اس کی پروا نہیں کہ بعض لوگ اسپر ہنسی اور مضحکہ اڑائینگے۔

۱۸۹۴ء کو چاند گرہن اور سورج گرہن ایک ہی رمضان میں ہوا تھا یعنی ۱۳ رمضان کو چاند گرہن اور اسی رمضان کی ۲۸ کو سورج گرہن ہوا تھا وہ میں نے اپنی آنکھ سے منٹگمری میں دیکھا۔ چاند گرہن مغرب کی نماز کے بعد ہی لگ گیا تھا۔ اسوقت یہی تذکرہ تھا کہ یہ چاند گرہن مہدی کا نشان حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے۔ اور آتھم کی پیشگوئی کی آخری رات بھی وہیں منٹگمری میں گذری تھی۔ چودھری صاحب اور شیخ نور احمد جالندھری دو مشہور احمدی وہاں اسوقت تھے جو ان کے لئے سخت امتحان کی رات تھی۔ اسی ابتلاء میں بعض نے عشاء کی نماز

آدھی رات کو پڑھی۔ پھر ۱۸۹۴ء کو چودھری صاحب کی تبدیلی صدر ضلع گورداسپور میں ہو گئی۔ اور وہ اس سے بہت خوش تھے کیونکہ قادیان گورداسپور سے بہت قریب ہے۔ گورداسپور میں مینے چوتھی اور پانچویں پرائمری پاس کی۔ گورداسپور میں مینے چودھری صاحب سے قرآن سادہ پڑھنا شروع کیا اس زمانے میں وہاں کے مسلمانوں میں میلاد النبی کے جلسے بہت ہوتے تھے۔ میں بھی شریک ہوا۔ جامع مسجد گورداسپور میں جمعہ پڑھا کرتا تھا۔ دو عیدیں بھی وہاں پڑھی ہیں۔ چودھری صاحب کا ایک ہی بیٹا تھا۔ جس کا نام عبدالعزیز تھا۔ گورداسپور میں حنفی مذہب رائج ہے مجھے اس زمانہ میں امام اعظم سے بہت محبت تھی۔ میں کہتا تھا کہ امام اعظم سب سے بڑے امام کہے گئے ہیں۔ عدالت گورداسپور میں ایک منشی سراج الحق پیر تھے۔ وہ لوگوں سے بیعت لیا کرتے تھے۔ اور اپنے مریدین کا حلقہ بنا کر ان پر توجہ ڈالا کرتے تھے مینے ان کے بھی کئی وعظ سنے تھے۔ غرضیکہ ان ایام میں میری طبیعت کا رجحان خوب مذہب کی طرف تھا۔ جب میں پانچویں پرائمری پاس کر کے چھٹی جماعت میں داخل ہوا۔ عبدالعزیز چودھری رستم علی کا بیٹا بیمار ہوا۔ وہ اسکو قادیان لے گئے وہ قادیان ہی میں فوت ہو گیا۔ اور وہیں مدفون ہے رحمہ اللہ علیہ۔ پیر سراج الحق نعمانی چودھری صاحب کے پاس پولیس لائن میں آئے۔ اس لڑکے کی وفات کا مجھپر گہرا اثر تھا۔ اور مجھے خوب یاد ہے کہ مجھے ایک دن سارا روتے گذرا۔ مجھے اس دن درد شقیقہ سر میں تھا۔ اور میں کہتا تھا کہ میں بھی کسی دن یونہی مر جاؤنگا جیسے کہ عبدالعزیز مر گیا ہے اور اس دنیاوی اور انگریزی تعلیم حاصل کرنے کا کیا فائدہ۔ میں قرآن اور دین سے بالکل ناواقف [illegible] اسلئے مجھے قادیان [illegible] باترجمہ پڑھوں۔ ان ایام میں ہی مجھے گورداسپور میں رات کو خواب آئی تھی کہ کوئی کہتا ہے قم فان البشیر قد جاء اور حسن اتفاق سے اس دن حضرت میر ناصر نواب صاحب خسر حضرت مسیح موعود علیہ السلام چودھری صاحب کے مکان پر پولیس لائن گورداسپور میں اترے ہوئے تھے اور یہ واقعہ اُن کو بھی بتایا گیا تھا اور یہ سب سے پہلی دفعہ پنشن لینے آئے تھے۔ خلاصہ کلام یہ کہ میں عبدالعزیز کی موت سے متاثر ہو کر گورداسپور سے قادیان آ گیا۔ تب میں وہیں رہنے لگا غالباً ۱۸۹۵ء کی بات ہے ان دنوں پیر سراج الحق صاحب نعمانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مسجد مبارک میں امامت کرایا کرتے تھے۔ حضرت مولوی حاجی حکیم نور الدین صاحب جو پیچھے خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ ہوئے ان دنوں مالیر کوٹلہ بارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام واسطے پڑھانے قرآن شریف جناب نواب محمد علی خان صاحب کہ بعد ازاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی مبارکہ بیگم سے بیاہے گئے) گئے ہوئے تھے۔ میں نے قادیان جا کر عربی اور قرآن شریف پڑھنا شروع کیا درایۃ الادب عربی کی کتاب ابتدائی پڑھا کرتا تھا۔ شاید بھائی عبدالرحیم صاحب نو مسلم سے جو کہ سکھ تھے اور پھر مسلمان ہوئے تھے۔ انھوں نے حضرت مولوی نور الدین صاحب سے پوری عربی کی تعلیم حاصل کی تھی۔ اور صحاح ستہ ان سے پڑھی تھی۔ اور قرآن شریف اکثر میر ناصر نواب صاحب سے پڑھا کرتا تھا۔ یا کبھی میر سراج الحق صاحب سے بھی۔ میرے سامنے ہی مولوی نور الدین صاحب مالیر کوٹلہ سے واپس آئے تھے۔ قرآن شریف [illegible] کیا ہوا تھا مسجد مبارک میں [illegible] حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۴ ملے تھے۔ اور غالباً اسی سال ۱۸۹۵ء میں مینے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ [illegible] بیعت کی تھی۔ وہ [illegible] مسجد مبارک میں [illegible]

# رفیع الدین نور الدین کے قدموں میں

یہ عاجز یکم اکتوبر ۱۹۱۲ء میں وارد قادیان ہوا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اول کی خدمت میں عصر سے ذرا پہلے جانا ہوا۔ حضور کے لئے ایک ڈبہ چائے قسم اعلیٰ اور بسکٹ۔ پیالی پرچ چمچہ بھی ساتھ لایا۔ جو کہ پیش کر دیا گیا۔ اور کچھ سوال و جواب ہوئے۔ جو ۲۴ اکتوبر ۱۹۱۲ء کے اخبار بدر میں شامل ہو چکے ہیں۔ اور تھوڑی دیر بعد حضور بسیں اقصیٰ میں برائے درس تشریف لے گئے۔ جو اس روز اس عاجز نے نوٹ کیا۔ اور درس کے بعد اس عاجز نے حضور کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کی۔ مگر میں پسینہ پسینہ ہو گیا۔ اور یہ سمجھا کہ کچھ بار گراں مجھ پر آ پڑا ہے۔ اسطرح بھی ایک انوکھی بات تھی کہ فرقہ اہل حدیث اس لفظ سے بھی نفرت سمجھتے تھے جو کہ مروجہ بیعت دیگر سلسلہ ہائے مبتدعہ میں رائج ہے۔ لیکن یہ تو وہ شے ہے کہ شنیدہ بہ دیدہ مبدل کر دی۔ گویا خیالات کی رو یک لخت ایک منظم صورت پر آ گئے دوسرے دن حضور نے اپنی مجلس میں فرمایا:۔ آپ کی چائے میں نے پی۔ تاکہ آپ کا حق ہم پر ہو جائے اور دعا کی جا سکے۔ اور آپ کے لئے دعا

میں چائے کا سارا سامان لایا تھا۔ تاکہ حضور کی مکمل ٹی دعوت ہو۔ اسوقت حضور مطب میں بیٹھا کرتے تھے۔ اور کوئی خاص مسند وغیرہ نہ ہوا کرتی مستعمل سی چٹائیاں ہوتیں۔ اور اسپر مریض اور اسی پر آپ تشریف رکھتے بیٹھے بیٹھے اگر پیشاب آ جاتا۔ تو فوراً ایک پردہ دار جنگلہ جو اسی احاطہ میں تھا کر کے واپس تشریف لے آتے۔ کھلے پائنچوں والا پائجامہ پتلون نما یا غرارہ نما آپ استعمال کرتے۔ ایسا نہیں کہ گھیرے دار بڑی بڑی سلواریں ہوتی ہیں۔ اور نہ ہی ایسا کہ جیسے خالصہ لوگوں میں مستعمل ہیں آپ کے سر پر لنگی ہوتی۔ پشاوری۔ مشہدی وغیرہ نہیں۔ بلکہ وہ لنگی جو بعض لوگ اوڑھنے کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ بعض لوگ تہبند کے طور پر یعنی ڈھائی یا تین گز لمبی اور گز بھر چوڑی۔ یوں ہی دو تین بل دیئے ہوتے۔ گلے میں کرتا دیسی وضع کا لمبی باہوں والا ہوتا۔ اور کسی وقت کوٹ بھی پہن لیتے۔ ظہر کے بعد درس بخاری ہوتا۔ پھر شام کے بعد گھر میں ایک درس ہوتا یعنی مردانہ مکان میں۔ اور نماز بھی بعض دفعہ بوجہ مجبوری باجماعت وہیں ہو جایا کرتی تھی۔ مساجد میں الگ ہوتی تھی۔

اب ایک بات قابل توجہ ہے کہ یہ عاجز اہل حدیث تھا اور رفع یدین کا حامی۔ اور لوگوں سے بحث کرنے والا کہ اس کا کرنا نہایت ضروری ہے۔ اسوقت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہم اللہ بنصرہ نے نماز پڑھائی تو میں دیکھتا رہا کہ آپ رفع یدین کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر آپنے کی تو میں بھی کرلوں گا۔ ورنہ نہ کروں گا۔ چنانچہ اس عاجز نے دیکھا کہ آپ نے رفع یدین نہیں کیا۔ میں نے بھی چھوڑ دی۔ حالانکہ یہاں قادیان میں وہ بات نہیں جو کہ مسجد احناف میں ہوتی ہے کہ لٹھ بازی شروع کر دیتے ہیں۔ اگر مجھے ہزار دلائل دیئے جاتے کہ رفع یدین نہ کرنا چاہیئے۔ تو میری روح اس کو تسلیم کرنے والی ہی نہ تھی۔ لیکن یہاں ایک اطمینان بھی حاصل ہو گیا۔ اور رفع یدین بھی چھوٹ گیا

اذکنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا

میں نے کہا۔ اور دنیا بھر کے مولوی بھی احناف اور اہل حدیث میں صلح کرانا چاہیں تو نہیں کرا سکتے ہیں یہ حکم و عدل ہی کا کام ہے۔ جس نے سب کو ایک صف میں کھڑا کر لیا۔ کوئی صاحب شیعہ تھے۔ تو کوئی نیچری۔ تو کوئی اہل قرآن۔ تو کوئی اہل حدیث۔ کوئی اہل فقہ۔ کوئی ہندو۔ کوئی نصاریٰ۔ سب کو ایسا جکڑا کہ کس کی مجال ہے ذرا بھی ادھر ادھر ہو جائے۔ ہاتھ باندھنے کے لئے بھی کوئی جھگڑا نہیں کہ سینہ پر باندھو یا زیر ناف۔ یہ سب من فضل لوگوں کے کام ہیں ورنہ انت من ماء نا ایک ذخار سمندر ہے جس میں ہزاروں ندی نالے دریا آ کے گرتے ہیں۔ وہ سب کو سنبھالے جاتا ہے۔ اور یہی ایک طاقت ہے جو انبیاء کو من جانب اللہ ملتی ہے سو یہ نماز کی ہیئت بھی اسطرح رہتے ہے درست ہو گئی۔ اور

سے کئی عقدے حل ہوئے۔ جو اسوقت نوٹ کئے گئے۔ وہ قارئین کرام کی ضیافت طبع کے لئے لکھے جائیں گے

یہ عاجز صرف ایک ماہ رہا۔ ماہ نومبر میں چلا آیا۔ اس عرصہ میں بہت کچھ معلوم ہوا۔ چونکہ حضرت والد صاحب کی بار بار فہمائش تھی۔ دہلی کے قیام میں بھی اور یہاں بھی اصول طب کے متعلق ضرور مطالعہ رکھنا۔ یہاں میں نے تجربات نور الدین آپکے بعض شاگردوں کے پاس بیٹھ کر مختلف مقامات سے عبور کی اور یہ میرا اصل مقصد نہ تھا۔ لیکن تاہم کئی باتیں سمجھ لیں۔ کتاب مذکورہ خرید بھی لی۔ جو حضرت والد مرحوم کی خدمت میں لا کر پیش کی۔ آپنے فرمایا بہت اچھا کیا۔ تمھارے کام آئیگی۔ باقی مجھے اب تجارب سے ہی فرصت نہیں۔ میرے تجربے اسقدر ہیں جو بمشکل درج ہیں۔ اور بار ہا درست ثابت ہو چکے ہیں آپکو زیادہ نسخے جمع کرنے کی کوئی دھن نہ تھی۔ جیسا کہ بعض لوگوں میں یہ مرض بڑھا ہوا ہے۔ لیکن جس نسخے کو دیکھتے کہ اس نے کسی کو فائدہ پہنچایا تو پھر اس کے لینے میں ذرا تامل نہ کرتے۔ چنانچہ میں نے ایک نسخہ شربت جامن مع نقاد جو دہلی سے دستیاب ہوا تھا عرض کیا۔ تو آپنے اس کو نہ ایک بار بلکہ کئی کئی بار بنایا۔ کیونکہ لاغر اجسام پر اور ضعف و جگر والوں اور دستوں سے مارے ہوئے لوگوں کے لئے نہایت عمدہ ثابت ہوا۔ پھر آپ کا یہ دستور تھا کہ جس کو شربت دیتے تو ساتھ ہی فرماتے کہ یہ نسخہ میرے لڑکے کا ہے اسی نے مجھے دیا ہے۔

اب میں حاضرین کی خدمت میں یوم اول یعنی میرے لئے جو پہلا دن اور پہلا درس اور پہلا وعظ تھا عرض کرتا ہوں۔ جس طرح کہ مجھے اپنی نوٹ بک سے لکھا ہوا ملا ہے۔ حضور نے سورۃ المائدہ کا پہلا رکوع تلاوت فرمایا:۔

یاایھا الذین آمنوا اوفوا بالعقود احلت لکم بھیمۃ الانعام الا ما یتلیٰ علیکم غیر محلی الصید وانتم حرم ان اللہ یحکم ما یرید

اے ایمان والو! مضبوط کرو وہ حکم جو ہم نے تم کو دیئے ہیں ایک حکم یہ دیا ہے کہ خدا تعالیٰ کو لاشریک جانو! (۲) اللہ کے فرشتے جو تمہارے دل میں نیک تحریک پیدا کریں وہ مان لو۔ شریف الطبع انسان کبھی خطرہ والا کام پسند نہیں کرتا۔ اب چونکہ سزا و جزا کا حکم آنے والا ہے اس کے لئے سامان تیار کرو۔ اور ہوشیار رہو۔ تمام چارپائے جو تمہارے استعمال میں ہیں وہ حلال ہیں مگر جو جانور تم کو ابھی بتائے جائیں گے ما یتلیٰ علیکم کا اردو میں صحیح ترجمہ جو تمھیں بتائے جائیں گے۔ اور شکار بھی تمہارے لئے حلال ہے۔ مگر جب احرام میں ہو تو نہ کیا کرو۔ سردست کوئی دلیل حرام ہونے کی بیان نہیں فرمائی۔ فرمایا ان اللہ یحکم ما یرید خدا کے محکم ہیں۔ جو حکم دیتا ہے بجا لاؤ۔ ایک دوست نے سوال کیا کہ کوئی غزوہ اشہر حرم میں تو نہیں ہوا۔ آپ نے جواب دیا کہ اشہر حرم میں

کوئی جان کے لئے اور کوئی اخلاق کے لئے۔ اور کوئی عقائد کے لئے مضر ہے جوارح۔ جارح کی جمع ہے شکاری جانور پرندہ ہو یا درندہ۔ باز ہو یا کتا المکلبین۔ جمع مکلب۔ کلب کتے کو کہتے ہیں کتے کو سکھلانے والا۔ تعلمونھن معنے واضح کر دیئے شکار سدھانے والا بن کر۔ جب تم ان کو باقاعدہ تعلیم دیتے ہو کہ شکار یوں پکڑنا چاہیئے۔ اور کھانا نہیں چاہیئے۔ بلکہ اپنے استاد کے پاس بغیر کھائے منہ مارے لے آنا چاہیئے۔ اپنے معلم کی پوری اطاعت کرنا چاہیئے۔ (نوٹ بندہ) پھر دیکھیئے کہ کتے کیسے سدھ جاتے ہیں۔ لیکن کیسا ہی بدتر ہے وہ انسان کا بچہ جو کہ معلم کی زیر ہدایت نہ چلے۔ کالجوں کی ہت روز کی سٹرائکیں طلباء کی عدم تربیت کا نشان ہیں

طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم

یہود۔ نصرانی مجوس۔ آریہ۔ ہندو ان لوگوں کا طعام حلال ہے۔

طعامکم حل لھم

تمھارا ان کو کھلانا حلال ہے۔ ایسے اقوام کی دعوت کر سکتے ہو۔

باقی آئندہ

---

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیجیئے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف (مینیجر)

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپا۔ اور دفتر اخبار الحکم واقع دار البرکات قادیان سے شائع ہوا)